حرمتِ مصاہرت

احکام اور احتیاطی تدابیر

مرتب

مفتی محمد ابو بکر جابر قاسمی

ناظم ادارہ دار الدعوۃ والارشاد

واستاذ خیر المدارس، حیدرآباد

تحقیق و تخریج

مفتی محمد منیر قاسمی

رفیق تصنیف دار الدعوۃ والارشاد

یوسف گوڑہ، حیدرآباد

تفصیلات کتاب

نام کتاب : حرمتِ مصاہرت احکام اور احتیاطی تدابیر

نام مؤلف : مفتی ابوبکر جابر قاسمی

تحقیق و تخریج : مفتی محمد منیر قاسمی، رفیق تصنیف

دار الدعوۃ والارشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

سن طباعت : 1440ھ مطابق 2019ء

تعداد صفحات : 113

قیمت : 15/روپیے

ناشر

ادارہ دار الدعوۃ والارشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

کتاب ملنے کے پتے

☆ فیصل انٹرنیشنل : دیوبند، دہلی

☆ مدرسہ خیر المدارس، مسجد اکبری، بورہ بنڈہ، حیدرآباد

فہرست مضامین

پہلی بات

حرمتِ مصاہرت کے موضوع پر حضرت الاستاذ، شیخ الحدیث، حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری (صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) کا ۱۸۰/ صفحات پر مشتمل نہایت مدلل اور علمی رسالہ موجود ہے، ہمیشہ اس سے استفادہ کیا جاتا رہا، دیگر علماء کرام کی آراء، فقہی اجتماع کے فیصلے، حرمت مصاہرت کے مسائل کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ایسا محسوس ہوا کہ مفتی محمد رضوان صاحب راولپنڈی کی بعض اہم اکابر سے مکاتبت اور جمعیۃ علماء ہند، ادارۃ المباحث الفقھیۃ کے چودھویں فقہی اجتماع کے مقالات وتجاویز سامنے نہ ہوں تو ایک مفتی کے لیے فیصلہ کرنا دشوار ہوگا، کبھی بے جا مسلکی تشدد اور کبھی نامناسب توسع اپنایا جاسکتا ہے۔

ملکی قوانین کی ناموافقت، مسلم معاشرہ کی بے دینی، بڑھتی ہوئی بے حیائی، دوسرے نکاح کی دشواری، گھروں کی تباہی؛ یہ وہ اسباب ہیں جس سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بیماری سے پہلے احتیاطی تدابیر، پرہیز کا اہتمام، امراض کے سلسلہ میں شعور بیدار کرنا جیسا جسمانی امراض میں ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ روحانی امراض میں واجب ہے، عوامی مجمعوں کو چھوڑیے، طلبہ وطالبات کے درسی حلقوں میں بھی اس موضوع پر کما حقہ سیر حاصل گفتگو نہیں کی جاتی ہے، آگہی پیدا کیے بغیر حرمت کے اسباب پیش آنے پر متارکت کا فیصلہ اہل علم کو اپنی مجرمانہ کوتاہی سمجھنا چاہیے، ایک مفتی وقاضی قانون نگاری

سے زیادہ پیکرِ دعا بن کر لرز رہا ہو کہ مولیٰ یہ گناہ میری کوتاہی کا نتیجہ ہے، آپ اس گھر کو دوبارہ آباد فرما دیجیے۔

اس کتابچہ میں مختلف علاقوں اور نوعیتوں کو سامنے رکھ کر زیادہ سے زیادہ احتیاطی تدابیر نیز کچھ جدید مسائل بھی شامل ہیں، رب کریم قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنا۔

(آمین بجاہ سید المرسلین)

ابوبکر جابر قاسمی

۱۹/رجب المرجب/۱۴۴۰

۲۰۱۹/۳/۲۷

تمہید

رب العالمین کا بنایا قانون ہی پوری انسانیت کے لیے باعثِ رحمت ہے، ان کے علم وشفقت کی لامحدود وسعتیں انسانوں کے بنائے ہوئے دستور میں آ ہی نہیں سکتی، خدائی شریعت نے دنیا کو آباد کرنے کے لیے ملک، قوم، خاندان، گھر اور فرد کو جامع اصول دیے، افراد سے گھر، گھروں سے خاندان، خاندانوں سے قوم، اقوام سے ملک، ملکوں سے عالم بنتا ہے، ان میں سے ہر کڑی کی متوازن تعمیر وتشکیل نہایت ضروری ہے، تقویٰ، صبر وتحمل، باہمی تعاون، بڑوں کا اکرام، چھوٹوں کی تربیت، شادی بیاہ، وغیرہ کے علاوہ حیاء وعفت کے عنصر کے بغیر کوئی صحت مند معاشرہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

سڑک پر سلیقہ سے گاڑی چلانے کے کئی ضابطے ہیں تاکہ گاڑی صحیح سلامت منزل تک پہنچے، مولائے کریم نے بعافیت انسان کو جنت تک پہنچانے کے لیے آسمانی محفوظ قانون دیا ہے، بے قید شہوت رانی کی دنیا میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اللہ کے حکموں کی لگام دے کر جائز مصرف میں شہوت، جنسی تسکین حاصل کرنا ہی حل ہے۔

مرد کا مرد سے، مرد کا عورت سے ستر کس وقت کتنا ہونا چاہیے، پھر حجاب اور حیاء، حیاء کے بھی اعلی مقامات ہیں، اللہ سے حیاء، فرشتوں سے حیاء، انسانوں سے حیاء، محرم اور نامحرم کی درجہ بندی کی ہے، اگر بیٹے بیٹی سے بھی نکاح حلال ہو تو رشتہ کا تقدس واحترام ختم ہو جائے گا، بہو، ساس سے نکاح جائز ہو جائے تو بیٹے باپ کا قتل بھی آسان ہو جاتا ہے، ایسے بھی اسلام خود اپنے جزء سے جنسی فائدہ اٹھانا حرام قرار دیتا ہے، جیسے مشت زنی

وغیرہ، اسی طرح جو رشتے قانون شریعت کے مطابق کسی مرد یا عورت کا جزء بن جائیں تو وہ اس کے لیے ناجائز ہو جاتے ہیں۔

ان رشتوں کے قریب ہونے اور دور ہونے کے اعتبار سے خرچ کا نظام، میراث کے حصے، پردہ کی تفصیلات بتلائی گئی ہیں، اس کے منظم مربوط اور مفصل اصول کسی مذہب میں نہیں ہیں۔

سورۂ نور اور احادیث کا بڑا ذخیرہ سکھلاتا ہے کہ کس مکان میں کس وقت کیسے اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے، یہاں تک کہ خود والدہ کے کمرہ میں بغیر اجازت کے نہ جائے۔

شریعتِ اسلامی میں دوسرا نکاح معیوب نہیں ہے، مطلقہ، تفریق شدہ بیٹی اور بہن کا خرچ پھر دوبارہ باپ اور بھائی کے ذمہ میں آجاتا ہے، مسلم معاشرہ محض جاہلانہ سماجی روایات کی بناء پر دوسرا نکاح معقول ضروری وجوہات کے باوجود زنا سے بدتر سمجھتا ہے، اور گھر واپس آجانے والی بیٹی اور بہن کے حقوق بھی صحیح ادا نہیں کیے جاتے، یہ صورتحال جلد از جلد اصلاح کی متقاضی ہے، ورنہ لڑکیاں حرام زندگی گزارنے سے بچنے کی کوشش نہیں کریں گی، تنہا بے سہارا رہ جانے کا ڈر سابق شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور کر دے گا معاشرہ کو سمجھنا چاہیے کہ علیحدگی کے واقعات میں ہمیشہ لڑکی کا قصور نہیں رہتا، زندگی بھی بہت کچھ سکھا دیتی ہے، اس لیے اس سے نکاح کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔

قانونی انصاف، حقیقی انصاف کا فرق آج کل کے قانون میں بھی مسلّم ہے، مکاری، سازش، قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے مجرم بچ جاتا ہے، بے گناہ مظلوم گرفت

میں آجاتا ہے، اس حرمتِ مصاہرت کے مسئلہ ہی کو لے لیجیے کبھی سسر یا بیٹے کی چال بھی ہو سکتی ہے؛ لیکن نقصان بہو اور ماں کو اٹھانا پڑتا ہے، اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ حقیقی انصاف اور مکمل سزا ملنے کی جگہ صرف آخرت ہے، دس آدمیوں کے قاتل کو صرف ایک مرتبہ ہی قتل کیا جا سکتا ہے، باقی بدلہ اُس دنیا میں ممکن ہے جو نا قابلِ قیاس اور نا ختم ہونے والی ہے۔

والد ہوں یا نہ ہوں، شوہر ہو یا نہ ہو، رزّاق اللہ کی ذات ہے، بیوی شوہر کا ایک دوسرے کے لیے حلال ہونا محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، مصاہرت کی وجہ سے ایک دوسرے پر حرام ہونا بھی اسی خدائی فرمان کی وجہ سے ہے، نہ جانے کون سا دن زندگی کا آخری دن ہے، اگر کوئی حرمتِ مصاہرت ثابت کرنے والا سبب پائے جانے اور ایک دوسرے پر حرام ہو جانے کے باوجود بیوی شوہر دنیا کی ذلت یا گزارے کے اندیشے سے زندگی گزارتے رہیں تو حرام کاری اور زنا کے گناہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات ہوگی، پھر وہاں کی ذلتیں زیادہ ہولناک ہیں۔ ﴿ولعذاب الآخرة أشق﴾

اس سیاق وسباق، اسلامی معاشرہ کے مکمل خدوخال کی روشنی میں اسلام کے نظامِ حرمتِ مصاہرت کو دیکھیں تو ان شاءاللہ کوئی اعتراض نہیں ہوگا، وہ لوگ کتنے قابلِ رحم اور دعوت کے مستحق ہیں جن کے خاندانی نظام بکھر چکے ہیں، میرا ملک، میری قوم، میرا خاندان، ہم دو ہمارے دو، ہم دو ہمارا ایک، میں اور میں تک جن کی دنیا سکڑ چکی ہے، ان کے یہاں عفت و پاکدامنی کا کوئی تصور نہیں۔

رضيتُ بالله ربًّا وبالإسلام دينًا وبمحمد نبيًّا (صلى الله عليه وسلم)

احکامِ مصاہرت

حرمتِ مصاہرت کے لغوی معنی

مصاہرت باب ”مفاعلة“ کا مصدر ہے، اس کا مجرد باب ”فتح“ سے ”صہر“ ہے، اگر باب ”فتح“ سے استعمال ہو (صَهَـرَ الشيئ) تو معنی قریب کرنا ہے، اگر باب ”مفاعلة“ سے استعمال ہو (صاهَرَ القومَ في القوم) تو معنی داماد بننا ہے۔

اسی سے ”الصِّہْر“ ہے، جس کے معنی داماد، خسر اور بہنوئی کے ہیں، اس کی جمع ”أصهار“ آتی ہے۔

اور حرمت کے معنی ہیں ’’احترام وعزت‘‘ پس حرمت مصاہرت کے معنی ہوں گے ’’قربِ تعلق کا احترام‘‘۔

حرمتِ مصاہرت شریعت وعقل کی نظر میں

دو آدمیوں میں جو قرابت پائی جاتی ہے اس کے لیے عربی زبان میں ’’نسب‘‘ اور ’’صہر‘‘ کے الفاظ مستعمل ہیں، پھر اگر وہ قرابت جس سے خاندانی رشتہ قائم ہوتا ہے اور نسل کا سلسلہ چلتا ہے ’’نسب‘‘ کہلاتا ہے، اور اگر وہ قرابت ایسی ہے کہ جو عورتوں کے ذریعہ چلتی ہے اور جس سے خسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے تو اس کو ’’صہر‘‘ کہا جاتا ہے۔

لہذا حرمتِ مصاہرت کا مطلب یہ ہوا کہ کسی مرد وعورت نے جنسی تعلق قائم کیا تو اس بنا پر اس مرد وعورت کے اصول (ماں، باپ اور دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع

(اولاد اور اولاد کی اولاد) ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، شریعت اور فقہ کی زبان میں اس کو حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے۔

یعنی جس طرح رضاعت (دودھ کی وجہ سے) اور نسب (خونی رشتہ کی وجہ سے) بعض رشتے شریعت میں حرام ہو جاتے ہیں، اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ کسی بھی مرد وعورت کے مابین جنسی تعلق کی بنا پر بھی بعض رشتے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، اسی کا نام حرمتِ مصاہرت ہے۔

گویا یہ رشتہ درحقیقت دو علیحدہ علیحدہ خاندانوں کو ایک دوسرے کا جزو بنا دیتا ہے، اور ایک خاندان کو دوسرے خاندان سے قریب کر دیتا ہے۔

نیز بتقضائے فطرتِ انسانی بھی یہ چیز سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب ایک عورت نے کسی مرد سے جنسی قربت حاصل کی اور اس کے فکر وجسم کا ایک حصہ ایک شخص کے سامنے بے نقاب ہو گیا تو پھر یہ حصہ اسی شخص کے قریب ترین رشتوں کے سامنے بے حجاب ہونے سے محفوظ رہنا ضروری ہے، ورنہ ایک ہی حمام میں باپ اور بیٹے، یا ماں اور بیٹی دونوں بے حجاب ہوں تو رشتوں کا احترام اور تقدس تار تار ہو جائے گا۔

پھر ذہن کو مہمیز اور تھوڑا زور دیا جائے تو اس بات کا ادراک کرنا بھی آسان ہو جائے گا کہ حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مرد وزن کے درمیان یہ قربت با قاعدہ عقد کے بعد قائم ہوئی ہو یا بے قاعدہ یا اتفاقی طور پر، رشتوں کے احترام اور رازداری کا تقاضا یہ ہے کہ مرد وعورت خواہ کسی بھی وجہ سے جنسی طور پر قریب ہو جائیں تو وہ دونوں اپنے اصول وفروع کے لیے محترم قرار پائیں اور ان کے جنسی حصے

قریب ترین رشتوں کے درمیان پھر بے لباس نہ ہوں۔

اس کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح مٹی میں تلویث کی صفت پائی جاتی ہے؛ لیکن اس کے باوجود وہ سببِ طہارت بنتی ہے اور تیمّم کے باب میں یہ صفت تلویث نظر انداز کردی جاتی ہے اسی طرح زنا کی صفتِ قباحت کو نظر انداز کر کے اس کی سبب ولدیت کی صلاحیت کو معیار بنا دیتی ہے۔

اسی لیے خداوندِ قدوس نے علی الاطلاق ان عورتوں سے نکاح کرنے پر پابندی لگادی ہے جن کے ساتھ مرد کے آباء نے جنسی قربت قائم کرلی ہو، خواہ عقد نکاح کے ذریعہ یا بلا عقد۔﴿ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء... الخ﴾ (۱)

اور بے حیائی اور بدکاری کے سد باب کے لیے یہ ممانعت بے حد اہم ہے۔ (۲)

حرمت مصاہرت کی دو حکمتیں

پہلی حکمت: اگر لوگوں میں یہ دستور چل پڑے کہ ماں کو اپنی بیٹی کے خاوند سے اور مردوں کو اپنے بیٹوں کی بیویوں سے اور اپنی بیویوں کی بیٹیوں سے رغبت ہو، یعنی ان سے نکاح جائز ہو تو اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ اس تعلق کو توڑنے کی کوشش کی جائے گی، اور جو آڑے آئے گا اس کو قتل کرنے کی کوشش کی جائے گی، اور زمین فساد سے بھر جائے گی، اگر آپ قدمائے فارس کے اس سلسلہ کے قصے سنیں یا اپنے زمانہ کی ان قوموں کے احوال

---

(۱) النساء:۲۲

(۲) تفصیل کے لیے دیکھیے: نفائس الفقہ، حرمتِ مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل

کا جائزہ لیں مثلاً یورپ وامریکہ کے احوال پر نظر ڈالیں جو اس سنت راشدہ کے پابند نہیں تو آپ بھیانک واقعات اور مہالک ومظالم کا مشاہدہ کریں گے۔

دوسری حکمت: سسرالی اور دامادی رشتہ داری میں صحبت ورفاقت لازمی چیز ہے، پردہ نہایت دشوار ہے، تحاسد وتباغض بری چیز ہے اور جانبین سے ضرورتیں ٹکراتی ہیں، یعنی کبھی ساس کو داماد سے حاجت ہوتی ہے، کبھی داماد کو ساس سے، حرمتِ مصاہرت کا معاملہ یا تو ماں بیٹے جیسا ہے، یعنی علاقۂ جزئیت کی بناء پر حرمت ہے، یا دو بہنوں جیسا معاملہ ہے، یعنی قطع رحمی سے بچنے کے لیے حرمت ہے۔

فائدہ: پہلی علت ہی درست ہے، حرمتِ مصاہرت کا اصل سبب زوجین کے درمیان پیدا ہونے والا بچہ ہے، جو طرفین کا جز ہے دونوں کے نطفہ سے اس کا جسم بنا ہے اور جز کا جز، جز ہوتا ہے، پس بچہ کا باپ اس کی ماں کا جز ہو گیا اور بچہ کی ماں اس کے باپ کا جز ہو گئی، پھر یہ جزئیت دونوں کے اصول وفروع کی طرف متعدی ہوتی ہے، تو بعضھم من بعض ہو گیے، اسی وجہ سے یہ حرمت زوجین کی اصل قریب یا اصل بعید کی فروع میں نہیں پائی جاتی۔ (۱)

حرمتِ مصاہرت کی علت

قرآن کریم اور احادیثِ شریفہ سے ماخوذ مسئلہ جس کی یہ علت بیان کی گئی ہے

---

(۱) رحمۃ اللہ الواسعۃ: ۹۶/۵

نیز دیکھیے: احکام اسلام عقل کی نظر میں، حضرت حکیم الامتؒ

کہ جس طرح رضاعت بچہ کے واسطے سے جزئیت پیدا کرتا ہے اسی طرح وطی مرد وعورت کے درمیان جزئیت پیدا کرتا ہے، پھر اس کے واسطے سے والدین اور ان کے اصول وفروع کے درمیان جزئیت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے، بچہ مرد وعورت دونوں کی جانب پورا پورا منسوب کیا جاتا ہے، اور اپنے جزو سے استمتاع جائز نہیں ہے، اس اصول پر تو خود میاں بیوی کو بھی باہم استفادہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے؛ لیکن ضرورتاً اس کی اجازت دی گئی ہے، اور چوں کہ ولدیت یا جزئیت ایک امر باطن ہے، بسا اوقات اس کا پتا نہیں چلتا، اس لیے حکم کا مدار دلیل ظاہر یعنی وطی پر رکھا گیا، پھر خود وطی بھی یک گونہ امر خفی ہے، نیز فقہی ضابطہ کے مطابق سبب مسبب کے قائم مقام ہوتا ہے اس لیے مقدمات وطی کو بھی وطی کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔

نیز اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ بچہ چوں کہ عادۃً نو ماہ کے بعد پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حرمتِ مصاہرت کا حکم جاری کرنے کے لیے اس قدر طویل عرصہ کا انتظار نہیں کیا جا سکتا، اس دشواری کے حل کے لیے جب ہم شریعت مطہرہ میں غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں علت خفی ہوتی ہے سبب ظاہری کو اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

جیسے نقضِ وضو میں اصلی سببِ خروج نجاست کو ہٹا کر اس کی جگہ سبب ظاہری (جس کا ہر شخص ادراک کر سکے) کو رکھا گیا ہے، اس لیے تمام احکام اسی قائم مقام پر جاری ہوتے ہیں۔

یا جیسے مسافر کے لیے رخصت کی حقیقی علت مشقت ہے؛ لیکن اس کا ادراک خفی ہے، کیوں کہ کسی کی طبیعت تو ایسی ہوتی ہے کہ وہ سو میل ریل کے دوسرے درجہ میں اور

بھیڑ میں کھڑے کھڑے سفر کر لیتا ہے اور اسے بالکل تکان نہیں ہوتی اور کوئی سو میل فرسٹ کلاس میں لیٹ کر سفر کرتا ہے، پھر بھی انتہائی درجہ تھک جاتا ہے، نیز اس علت کا ادراک ختم سفر پر ہوگا کہ مشقت ہوئی یا نہیں؟ اور جب سفر ختم ہو چکا تو اب علت معلوم ہونے کا فائدہ کیا؟ اس لیے شریعت نے اصلی علت کو ہٹا کر اس کی جگہ نفس سفر "من حیث أنه یفضي إلی المشقة" کو رکھ دیا، کیوں کہ یہ (۷۷/ کلومیٹر اور ۲۴۷/ میٹر کا سفر) ایسا سبب ہے جس کا ہر شخص ادراک کر سکتا ہے، لہٰذا رخصت صوم وصلوٰۃ کے احکام اصلی علت (مشقت) پر دائر نہ ہوں گے، بلکہ اس کے قائم مقام یعنی مدت سفر پر دائر ہوں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اصلی علت کے خفی ہونے کی صورت میں سبب ظاہری کو اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے، اور تمام احکام اسی قائم مقام پر دائر کر دئے جاتے ہیں۔

"ولأن الوطء سبب للجزئية بواسطة الولد، ولهذا یضاف إلیها کما یضاف إلیه، والاستمتاع بالجزء حرام، واللمس والنظر داع إلی الوطء، فیقام مقامه احتیاطا للحرمة" (۱)

---

(۱) مستفاد: حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل: ۵۳، ۵۴

الاختیار لتعلیل المختار: ۸۸/۳، ابو الفضل حنفی، متوفی: ۶۸۳ھ، دار الکتب العلمیة

حکم کی بنیاد اصل شئی پر ہے اوصاف پر نہیں

یہ بات بھی اوپر ضمناً آچکی ہے کہ اس باب میں حقیقت حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ عورت کے ساتھ یہ جنسی تعلق کس بنیاد پر قائم ہوا، ہر وہ جنسی تعلق جو بچہ کی پیدائش کا سبب بنے اس پر یہ حکم عائد ہوگا، عورت کے ساتھ یہ تعلق جائز طریق پر قائم ہوا ہو یا کسی اور طریق پر مثلاً زنا کاری کے طور پر، نکاح فاسد کے طور پر، یا وطی بالشبہ ہوگئی، مشترکہ باندی سے وطی جائز نہیں ہے؛ لیکن کرلی گئی، مکاتبہ اور مجوسیہ سے بھی وطی کی اجازت نہیں ہے؛ لیکن غلطی ہوئی، بیع فاسد کے ذریعہ باندی خریدی اور جنسی استفادہ کرلیا، حالت حیض ونفاس یا ظہار کے بعد وطی کرلی، حالت احرام یا روزہ میں وطی جائز نہیں ہے؛ لیکن کرلی وغیرہ، اس لیے کہ یہ سب وطی کے اوصاف ہیں، اوصاف کی تبدیلی سے نفس وطی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، وطی ہر حال میں سبب علوق وولدیت بنتی ہے، جس طرح کہ رضاعت خواہ کسی طور پر پیش آئے سبب جزئیت بنتی ہے، اس لیے حکم کا مدار اوصاف نہیں اصل شئی پر رکھا جائے گا، اور اصل شئی جب بھی وجود میں آئے گی حکم شرعی بھی ثابت ہوگا۔

”والوطء إنما صار محرماً من حيث إنه سبب للجزئية بواسطة ولد يضاف إلى كل واحد منهما كملًا ولا تأثير لكونه حلالًا أو حراماً.... الخ“ (۱)

---

(۱) تبیین الحقائق: ۱۰۶/۲، زیلعی، متوفی: ۷۴۳ھ۔ قاہرہ

نیز دیکھئے: حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور حساس مسائل: ۱۷

حرمتِ مصاہرت سے حرام ہونے والے رشتے

وہ رشتے جو حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں چار ہیں:

(۱) اصولِ شوہر نسبی ورضاعی: جیسے شوہر کا نسبی یا رضاعی باپ، دادا، نانا (اوپر تک) کیوں کہ اس میں عورت اصول شوہر کے لیے بیٹی کے مشابہ ہوجاتی ہے۔

(۲) فروعِ شوہر نسبی ورضاعی: جیسے شوہر کا نسبی ورضاعی بیٹا، پوتا، نواسا (نیچے تک) کیوں کہ اس میں عورت فروع شوہر کے لیے ماں کے مشابہ ہوجاتی ہے۔

(۳) اصولِ زوجہ نسبی ورضاعی: جیسے بیوی کی نسبی یا رضاعی ماں اور اس کی دادی، نانی (اوپر تک) اس میں مذکورہ عورتیں شوہر کے لیے ماں کے درجہ میں ہوجاتی ہیں۔

نوٹ: ان تینوں صورتوں میں یہ حرمت نفس عقد نکاح سے ثابت ہوجاتی ہے، خواہ شوہر نے عورت سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

(۴) فروع زوجہ نسبی ورضاعی: جیسے بیوی کی نسبی یا رضاعی لڑکی، یا بیوی کے لڑکے کی لڑکی یا لڑکی کی لڑکی (نیچے تک) کیوں کہ یہ سب شوہر کے لیے بیٹی کے درجہ میں ہوجاتی ہیں۔ البتہ یہ حرمت صرف عقد صحیح ہونے سے ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے بیوی سے وطی یا دواعی وطی کا پایا جانا ضروری ہے۔

”وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطوئة وأم زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح، وإن لم توطأ الزوجة لما تقرر: أن وطئ الأمهات يحرم

البنات، ونكاح البنات يحرم الأمهات. (۱)

"قال ابن رشد: وأما المحرمات بالمصاهرة فإنهن أربع: زوجات الآباء، والأصل فيه قوله تعالیٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ الآية، وزوجات الأبناء، والأصل في ذلك أيضاً قوله تعالیٰ: ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ﴾ وأمهات النساء أيضاً، والأصل في ذلك قوله تعالیٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ وبنات الزوجات، والأصل فيه قوله: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾

فهؤلاء الأبع اتفق المسلمون على تحريم اثنتين منهن بنفس العقد، وهو تحريم زوجات الآباء والأبناء، وواحدة بالدخول وهي ابنة الزوجة". (۲)

نوٹ: جو حکم منکوحہ عورتوں کا ہے وہی حکم مزنیہ عورتوں کا بھی ہے، یعنی جس عورت سے زنا کرلیا تو دونوں پر ایک دوسرے کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) شامی:۴/۱۰۴

(۲) بداية المجتهد ونهاية المقتصد:۳/۵۷

"وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته وفروعهن مطلقاً....الخ" (۱)

اسی طرح جس عورت کو شہوت کے ساتھ چھولیا یا اس کے پوشیدہ اعضاء کو براہ راست دیکھ لیا تو اس کے اصول وفروع بھی چھونے اور دیکھنے والے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

"وكذا المقبلات أو الملموسات بشهوة لأصوله أو فروعه أو من قبل أو لمس أصولهن أو فروعهن." (۲)

حرام رشتوں کا مطلب

اصطلاح شرع میں لفظ حرام کے دو مطلب ہوتے ہیں، حرام یعنی نہایت گندی، گھناؤنی ناپاک چیز، جیسے خنزیر کا گوشت حرام ہے، دوسرے معنی حرام یعنی قابلِ احترام، لائقِ تکریم، نہایت پاکیزہ، جیسے مسجد حرام اور ماں کا رشتہ حرام ہے کہا جاتا ہے۔

اسبابِ حرمتِ مصاہرت

یہاں یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ فی الجملہ حرمتِ مصاہرت کے مسئلہ پر پوری امت کا اجماع ہے، اور یہ مسئلہ قرآن وحدیث سے بھی واضح طور پر ثابت ہے، البتہ اس کی

---

(۱) شامی: ۱۰۷/۴

(۲) شامی: ۱۰۰/۴

تفصیلات وجزئیات میں علماء کے مابین اختلاف ہوا ہے کہ کن اسباب کے تحت حرمت ثابت ہوتی ہے اور کن سے نہیں۔

ویسے تو فقہاء کرام نے عامۃً اس کے تین اسباب بتائے ہیں: (۱) نکاح (۲)وطی (۳) دواعیٔ وطی؛ لیکن چوں کہ دواعی وطی مختلف ہوتی ہے، پھر ہر داعی وطی بھی حرمت کا سبب نہیں بنتی، نیز وطی بھی کئی طور پر حلال، حرام، مشتبہ ہوسکتی ہے، اس اعتبار سے اسبابِ حرمت متعدد ہوجائیں گے؛ لیکن آسانی اسی میں ہوگی کہ ہر سبب کو کھول کر اس کے حکم کے ساتھ ذکر کریں، لہٰذا بالتفصیل ملاحظہ فرمائیں:

۱) نکاحِ صحیح یعنی نفسِ عقد سے بالاتفاق زوجین پر ایک دوسرے کے اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں، البتہ فروع زوجہ اس سے مستثنیٰ ہیں کہ فروع زوجہ کے حرام ہونے کے لئے وطی ضروری ہے۔

﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ.﴾ (۱)

" (و)حرم (زوجهما): أي الأصل والفرع .....(و)حرم (فصول أول أصل) .....(و)حرم (أصول زوجته ..... وفصولها ..... إن تلذذ بها): أي بزوجته التي هي الأم؛

(۱) النساء: ۲۳

فلا يحرم البنات إلا الدخول بالأمهات لقوله تعالیٰ ﴿وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم اللاتي دخلتم بهن، فإن لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم﴾ (النساء: ٢٣)“ (۱)

(۲) وطی خواہ عقدِ صحیح کے بعد ہو، یا عقدِ فاسد و باطل کے بعد ہو، جسے وطی بالشبہ کہا جاتا ہے اس سے بھی بالاتفاق اصول وفروعِ زوجین پر حرام ہو جاتے ہیں۔

نکاح فاسد کی مثال جیسے کسی محرم سے نکاح کرلے یا بغیر گواہ کے نکاح ہو جائے تو یہ نکاح فاسد ہے، اور نکاح باطل کی مثال جیسے کسی منکوحہ سے یہ جانتے ہوئے نکاح کرنا کہ یہ کسی دوسرے کی بیوی ہے تو یہ نکاح باطل ہے اور ایسی وطی کو وطی بالشبہ کہتے ہیں۔

”قال ابن المنذر: أجمع كل من نحفظ عنه مِن علماء الأمصارِ، على أن الرجل إذا وطِيء امرأةً بِنكاحٍ فاسِد، أو بِشِراء فاسِدٍ، أنها تحرم على أبِيهِ وابنِهِ و أجدادِهِ و ولدِ ولدِهِ..“ (۲)

(۳) ملکِ یمین کے ذریعہ وطی یعنی اپنی باندی سے کوئی شخص وطی کرلے تب بھی

---

(۱) حاشية الصاوي على شرح الصغير=بلغة السالك لأقرب المسالك : ۲/۴۰۳، ۴۰۴، دار المعارف

(۲) المغني: ۷/۱۱۸، فصل الوطء على ثلاثة أضرب، مكتبة القاهرة

بالاتفاق حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔

"وقولهم: النكاحُ أقوىَ مِن الوطءِ بِملكِ اليمين ممنوع وإن سُلِّمَ" (۱)

"وليس في هذا بين أهل العلم خلاف علمناه، والحمد لله، ويحرم عليه". (۲)

نوٹ: مذکورہ تینوں صورتوں میں ائمہ کا اتفاق ہے کہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔

دلائل:

☆ ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ.....الخ﴾ (۳)

☆ ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ..... الخ﴾ (۴)

---

(۱) المغني: ۷/ ۱۲۷، فصل وطيء أمته ثم أراد نكاح أختها، مكتبة القاهرة

(۲) المغني: ۷/ ۴۷۰، علامہ ابن قدامہ المقداسی، متوفی: ۶۲۰ھ، دار الفکر

(۳) النساء: ۲۲

(۴) النساء: ۲۳

☆ "عن عمرو بن شعيب عن أبيه، عن جدّه أنّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: أيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امرأةً فَدَخَلَ بِهَا أو لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ أمِّهَا، وأيُّما رجلٍ نَكَحَ امرأةً فَدَخَلَ بِها فلا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ ابْنَتِهَا، وإنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلْيَنْكِحْ ابْنَتَهَا إنْ شَاءَ" (۱)

هذا حديث لا يصح من قبل إسناده (أي من جهة إسناده وإن كان صحيحاً باعتبار معناه لمطابقته معنى الآية) والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم.

(۴) وطی حرام محض، یعنی زنا کے ذریعہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت۔

اس مسئلہ میں قدیم دور سے صحابہ میں اور علماء میں اختلاف چلا آرہا ہے، چناں چہ حضرات صحابۂ کرام میں سے حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت جابر بن عبد اللہؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ اور اصح روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ یہ فرماتے ہیں کہ زنا سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ (۲)

---

(۱) الترمذي، أبواب النكاح، باب زواج ابنة غير المدخول بها، رقم الحديث: ۱۱۱۶، تحفة الأحوذي

(۲) مستفاد نفائس الفقہ: ۹۰/۲

اور تابعین میں سے حسن بصری، عامر شعبی، ابراہیم نخعی، عبد الرحمٰن اوزاعی، طاؤس، مجاہد، عطاء، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، سفیان ثوری، احمد، اسحاق بن راہویہ، قتادہ بن دعامہ، سالم بن عبداللہ، حماد رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی قول ہے۔

اور ائمہ کرام میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور احمد بن حنبلؒ کا مسلک بھی یہی ہے، البتہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

اس اختلاف کا منشا بنیادی طور پر آیت کریمہ ﴿لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ ... الخ﴾ کی تشریح وتفہیم ہے، مالکیہ اور شافعیہ نے "نکح" کو اس کے ظاہری معنی "عقد نکاح" پر محمول کیا ہے، اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ نے وطی کے معنی پر محمول کیا ہے۔

اسی لیے علامہ ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ حرمت مصاہرت زنا سے ثابت ہونے کے بارے میں صحابہ وتابعین سے یہ اختلاف چلا آرہا ہے، دونوں طرف بہت سے اہل علم کا رجحان ہے، لہذا آدمی اس میں کسی بھی قول کی تقلید کرے جائز ہے۔

"فهذه إذا قلد الإنسان فيها أحد القولين جاز ذلك" (۱)

اور اس مسلک (ثبوتِ حرمت) کی تائید کے لیے یہ اتفاقی مسئلہ کافی ہوگا کہ باپ کی وہ باندی جس سے اس نے وطی کر لی ہو بیٹے کے لیے بالاتفاق حرام ہو جاتی ہے۔

---

(۱) فتاوی ابن تیمیہ: ۱۴۰/۳۲، مکتبہ ابن تیمیہ

الغرض اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ زنا کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت کے مسئلہ میں اگر ایک مسلک یہ ہے کہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی تو بے شمار صحابہ وتابعین اور متعدد ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ اس سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے، اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس باب میں حرمت کو ترجیح دی جائے، اس لیے کہ ابضاع میں اصل حرمت ہے۔

دلائل امام مالکؒ وامام شافعیؒ

”وقال المالكية على المشهور والشافعية: إن الزنا والنظر والمس لا تثبت به حرمة المصاهرة، فمن زنى بامرأة لم يحرم عليه نكاحها، ولا الزواج بأمها أو بنتها، ولا تحرم المزني بها على أصول الزاني وفروعه، ولو زنى الرجل بأم زوجته أو بنتها لا تحرم عليه زوجته، وإن لاط بغلام لم تحرم عليه أمه وابنته، ولكن يكره ذلك كله.

واستدلوا بأدلة أربعة هي:

الأول: أن النبي ﷺ سئل عن رجل زنى بامرأة، فأراد أن يتزوجها أو يتزوج ابنتها، فقال: لا يحرم الحرام الحلال، إنما يحرم ما كان بنكاح.

فهذا كما قال الدميري: يدل لمذهب الشافعي أن الزنا لا يثبت حرمة المصاهرة، حتى يجوز للزاني أن ينكح أم

المزني بها

الثاني: المصاهرة نعمة؛ لأنها تلحق الأجانب بالأقارب، وفي الحديث: المصاهرة لحمة كلحمة النسب، وأما الزنا فمحظور شرعاً، فلا يكون سبباً للنعمة

الثالث: القصد من إثبات حرمة المصاهرة قطع الأطماع بين الرجل والمرأة، لتحقيق الألفة والمودة والاجتماع البريء من غير ريبة، أما المزني بها فهي أجنبية عن الرجل ولا تنسب إليه شرعاً، ولا يجري بينهما التوارث ولا تلزمه نفقتها، ولا سبيل للقاء معها، فهي كسائر الأجانب، فلا وجه لإثبات الحرمة بالزنا.

الرابع: قوله تعالى: ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾(النساء: ٢٤) يفيد صراحة حل ما عدا المذكورات قبلها، وليس المزني بها منهن، فتدخل في عموم الحل." (1)

---

(1) الفقه الإسلامي وأدلته: ٧/١٤٠، ١٤١، العلامة الزحيلي، دار الفكر

دلائل احناف وحنابلہ

۱۔ ”عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن أم الحكم أنه قال: قال رجل يارسول الله! إني زنيت بامرأة في الجاهلية وابنتها، فقال النبي ﷺ: لا أرى ذلك ولا يصلح ذلك أن تنكح امرأة تطلع من ابنتها على ما اطلعت عليه منه۔“(۱)

۲۔ ”عن عائشة،أ نها قالت: اختصم سعد بن أبي وقاص، وعبد بن زمعة في غلام، فقال سعد: هذا يا رسول الله ابن أخي عتبة بن أبي وقاص، عهد إلى أنه ابنه، انظر إلى شبهه، وقال عبد بن زمعة: هذا أخي يا رسول الله، ولد على فراش أبي من وليدته، فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى شبهه، فرأى شبها بينا بعتبة، فقال: هو لك يا عبد، الولد للفراش، وللعاهر الحجر، واحتجبي منه يا سودة بنت زمعة“ (۲)

(۱) مصنف ابن عبد الرزاق، باب الرجل يزني بأخت امرأته: ۲۰۱/۷

(۲) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب شراء المملوك من الحربي وهبته ورقم الحديث: ۲۲۱۸

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے فرمان "احتجبي منه يا سودة" کے تحت امام خطابیؒ لکھتے ہیں:

"وفي قوله احتجبي منه يا سودة حجة لمن ذهب إلى أن من فجر بامرأة حرمت على أولاده وإليه ذهب أهل الرأي وسفيان الثوري والأوزاعي وأحمد لأنه لما رأى الشبه بعتبة علم أنه من مائه فأجراه في التحريم مجرى النسب وأمرها بالاحتجاب منه" (۱)

۳۔ "عن عمران بن حصين في الرجل يقع على أم امرأته، قال: تحرم عليه امرأته" (۲)

۴۔ "عن سعيد بن المسيب والحسن قالا: إذا زنى الرجل بامرأة فليس له أن يتزوج ابنتها ولا أمها" (۳)

۵۔ "عن أبي سلمة بن عبد الرحمن وعروة بن الزبير في من زنى بامرأة لا يصلح له أن يتزوج ابنتها أبداً" (۴)

---

(۱) معالم السنن:۲۷۹/۳، ومن باب الولد للفراش،المطبعة العلمية- حلب

(۲) مصنف ابن شيبة:باب الرجل يقع على أم امرأته: ۴۸۰/۳

(۳) إعلاء السنن:۱۱/ ۳۴

(۴) إعلاء السنن:۱۱/ ۳۴

۲۔ ”عن الحسن البصري عن عمران بن حصين قال فيمن فجر بأم امرأته حرمتا عليه، رواه عبد الرزاق ولا بأس بإسناده“ (۱)

۷۔ ”وفي كنز العمال عن عائشة رضي الله عنها مرفوعاً: لا يفسد حلال بحرام، ومن أتى امرأة فلا عليه أن يتزوج أمها أو ابنتها، فأما نكاح فلا رواه ابن عدي والبيهقي“ (۲)

”وفي البخاري: قال أبوهريرة رضي الله عنه: لا تحرم عليه حتى يلزق بالأرض يعني حتى يجامع (فتح الباري:۹ /۱۳۵)فهذا الأثر يدل عليه أنه لا اعتبار في الحرمة لمقدمات الجماع، وهو يخالف المذهب، فالجواب عنه أن التفسير بقوله: يعني لم يدر قائله أنه أبوهريرة أو غيره، وإذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال، فإن قول التابعي لا حجة فيه والإلزاق بالأرض يحتمل

(۱) فتح الباري:۱۳۵/۹،إعلاء السنن:۳۰/۱۱،اشرفیہ

(۲) إعلاء السنن:۳۱/۱۱

الجماع والمباشرة واللمس والنظر إلى الفرج الداخل جميعا، فتخصيصه بالجماع دعوى بلا بينة، وإن سلمنا أن أبا هريرة أراد به الجماع، فنقول: إن أقوال الصحابة مختلفة وقد قام الإجماع على كون اللمس بمنزلة الوطئ في تحريم أم الأمة والزوجة وبنتهما كما سيأتي، فلا حجة فيما يخالفه فافهم“ (۱)

”وحديث لا يحرم الحرام الحلال على تقدير ثبوته لا يصح تعميمه (بل هو خاص بالحرام الذي سئل عنه مثل النظر إلى الوجه بشهوة أو المراودة على الجماع ونحوها).....الخ“ (۲)

۸۔ ”نقل الحافظ ابن حجر عن الثوري في جامعه من طريقه: أن رجلا قال: إنه أصاب أم امرأته فقال له بن عباس حرمت عليك امرأتك وذلك بعد أن ولدت منه سبعة أولاد كلهم بلغ مبالغ الرجال“ (۳)

(۱) إعلاء السنن: ۳۱/۱۱

(۲) إعلاء السنن: ۳۵/۱۱

(۳) فتح الباري: ۱۵۶/۹، باب ما يحل من النساء وما يحرم

۹۔ علامہ ابن نجیمؒ المصری اپنی کتاب ''البحر الرائق'' میں فرماتے ہیں:

"أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً كما في الوطء الحلال" (۱)

۱۰۔ علامہ ابن ہمامؒ صاحب ''فتح القدیر'' فرماتے ہیں:

"وكذا تحرم المزني بها على آباء الزاني وأجداده وإن علوا وأبنائه وإن سفلوا" (۲)

۱۱۔ علامہ ابن تیمیہؒ کی وضاحت:

"وإنما تنازع العلماء في الزنا المحض: هل ينشر حرمة المصاهرة؟ فيه نزاع مشهور بين السلف والخلف، التحريم قول أبي حنيفة وأحمد ووالجواز مذهب الشافعي: وعن مالك روايتان"

(پس علماء نے خالص زنا کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اس سے بھی حرمت

---

(۱) البحر الرائق، علامہ ابن نجیم، دار المعرفة:۳/۱۰۸

(۲) فتح القدير:۳/۲۱۹، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیوطی، دار الفکر

الفتاوى الهندية:۱/۲۷۴، دار الفکر

مصاہرت پھیلے گی؟ اس میں سلف وخلف کے درمیان اختلاف مشہور ہے، حرام ہونے کا قول ابوحنیفہؒ واحمدؒ کا ہے اور جواز شافعیؒ کا مذہب ہے اور مالکؒ سے دو روایتیں ہیں۔) (۱)

۱۲۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

”ولكن النزاع المشهور بين الصحابة والتابعين ومن بعدهم في الزنا: هل ينشر حرمة المصاهرة: فهذه فيها نزاع قديم بين السلف وقد ذهب إلى كل قول كثير من أهل العلم.... فهذه إذا قلد الإنسان فيها أحد القولين جاز ذلك“

(یعنی حرمت مصاہرت زنا سے ثابت ہونے کے بارے میں صحابہ تابعین سے یہ اختلاف چلا آرہا ہے دونوں طرف بہت سے اہل علم کا رجحان ہے۔۔۔۔لہذا آدمی اس میں کسی بھی قول کی تقلید کرے، جائز ہے۔) (۲)

۱۳۔ ”قال السرخسي: وإنما تكون هذه البعضية موجبة حرمة الموطوئة؛ لأن البعضية الحكمية عملها كعمل حقيقة البعضية وحقيقة البعضية توجب الحرمة

---

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ: ۶۷/۳۲، مکتبہ ابن تیمیہ، احمد عبدالحلیم بن تیمیہ، متوفی: ۷۲۸ھ

(۲) فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۴۰/۳۲، مکتبہ ابن تیمیہ

في غير موضع الضرورة، فأما في موضع الضرورة لا توجب“ (۱)

۱۴۔ ”قال النخعي: إذا كان الحلال يحرم الحلال فالحرام أشد تحريماً، فإن الحرام أولى بالتشديد والتغليظ كما لا يخفى“ (۲)

۱۵۔ ”عن النخعي في رجل فجر بامرأة فأراد أن يشتري أمها أو يتزوجها فكره ذلك. (۳)

۱۶۔ ”وعن عكرمة سئل عن رجل فجر بامرأة أيصلح له أن يتزوج جارية أرضعتها هي بعد ذلك؟ قال لا“ (۴)

۱۷۔ ”وقال الموفق في المغني: ووطئ الحرام محرم كما يحرم وطئ الحلال والشبهة، يعني أنه يثبت به تحريم المصاهرة، فإذا زنا بامرأة حرمت على أبيه وابنه

(۱) المبسوط:۴/۲۷۵، دارالفکر، شمس الائمة السرخسي

(۲) إعلاء السنن:۱۱/۳۴

(۳) إعلاء السنن:۱۱/۳۵

(۴) إعلاء السنن:۱۱/۳۵

وحرمت عليه أمها وابنتها" (۱)

۱۸۔ "واتفق أصحابنا والثوري ومالك والأوزاعي والليث والشافعي أن اللمس بشهوة بمنزلة الجماع في تحريم أم المرأة وبنتها، فكل من حرم بالوطئ الحرام أوجبه باللمس إذا كان بشهوة ومن لم يوجبه بالوطئ الحرام لم يوجبه باللمس بشهوة ولا خلاف في أن اللمس المباح في الزوجة وملك اليمين يوجب تحريم الأم والبنت" (۲)

۱۹۔ "ولنا أن الوطي سبب الجزئية بواسطة الولد حتى يضاف إلى كل واحد منهما كملا، فيصير أصولها وفروعها كأصوله وفروعه وكذلك على العكس والاستمتاع بالجزء حرام" (۳)

---

(۱) إعلاء السنن:۱۱/۳۵

(۲) إعلاء السنن:۱۱/ ۳۳، ۳۴

(۳) البحر الرائق، فصل في المحرمات:۳/۱۰۵

(۵) دواعی وطی (لمس، نظر)

''لمس'' یعنی چھونا، ''نظر'' یعنی عورت کی فرج داخل (اندرونی شگاف) کی طرف مرد کا دیکھنا، یا مرد کے عضو کو عورت کا دیکھنا۔

دواعی وطی اگر حلال طریقہ (یعنی نکاح یا ملک یمین) کی بنا پر ہو تو امام مالکؒ اور حنفیہ کے نزدیک حرمت کا ثبوت ہو جائے گا، البتہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک حرمت ثابت نہ ہوگی۔

"قال النووي: وإن باشر امرأة دون الفرج بشهوة في ملك أو شبهه بأن قبلها أو لمس شيئاً من بدنها فهل يتعلق بذلك تحريم المصاهرة وتحرم عليه الربيبة على التأبيد؟ فيه قولان: أحدهما: يتعلق به التحريم، وبه قال أبو حنيفة ومالك....... والثاني: لا يتعلق به تحريم المصاهرة ولا الربيبة، وبه قال أحمد بن حنبل" (۱)

اور اگر دواعی وطی کا تحقق حرام طریقہ سے ہوا تو صرف احناف کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

"اختلف الفقهاء فيما لو لمس الرجل امرأة بشهوة هل

---

(۱) المجموع شرح المهذب: ۲۲۹/۱۶

یحل له الزواج بأصولها وفروعها؟ يرى المالكية والشافعية والحنابلة في الجملة أن لمس أجنبية سواء كان لشهوة أو لغيرها لا ينشر حرمة المصاهرة، وذهب الحنفية إلى ثبوت حرمة المصاهرة باللمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة كما تثبت بالوطء، ولا فرق عند الحنفية في ثبوت الحرمة باللمس بين كونه عامداً أو ناسياً أو مكرهاً أو مخطئاً" (۱)

خلاصہ یہ ہے کہ شوافع اورر مالکیہ کے نزدیک صرف نکاح سے اور حنابلہ کے نزدیک نکاح وزنا دونوں سے، اور حنفیہ کے نزدیک نکاح وزنا کے ساتھ ساتھ دواعی وطی سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے۔

تنقیح: واضح رہے کہ نکاح اور وطیٔ حلال سے حرمت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے، وطیٔ حرام (وطی بالشبہ، وطی بہ نکاح فاسد، زنا) سے ثبوت حرمت کی دلیل قطعی الثبوت اور ظنی الدلالہ ہے، (اگرچہ اول الذکر دونوں متفق علیہ سبب حرمت ہیں، اور زنا مختلف فیہ) حلال دواعی وطی سے ثبوت حرمت کی دلیل ظنی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے، اور حرام دواعیٔ وطی کے دلائل ایسے ہیں جو ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ ہیں، کیوں کہ اس کے دلائل یا

(۱) الموسوعة الكويتية: ۳۵/۳۳۴

تو اخبارِ آحاد محتمل المعانی ہیں یا پھر قیاس ہے۔ (۱)

مس (چھونے سے ثبوتِ حرمت) کے دلائل

☆"عن ابن جريج يرفع الحديث إلى رسول الله ﷺ أنه قال في الذي يتزوج المرأة فيغمزها ولا يزيد على ذلك لا يتزوج ابنتها، قال: وكان ابن مسعود يقول: إذا قبلها فلا تحل له الابنة أبداً" (۲)

☆"ولأن المس والتقبيل سبب يتوصل به إلى الوطء فإنه من دواعيه ومقدماته فيقام مقامه في إثبات الحرمة كما أن النكاح الذي هو سبب الوطء شرعاً يقام مقامه في إثبات الحرمة إلا فيما استثناه الشرع وهي الربيبة، وهذا لأن الحرمة تبنى على الاحتياط فيقام السبب الداعي فيه مقام الوطء احتياطاً وإن لم يثبت به سائر الأحكام" (۳)

---

(۱) چودھواں فقہی اجتماع:۵۵

(۲) المدونة الكبرى:۱۹۵/۲،دار الكتب العلمية،بيروت

(۳) السرخسي:۲۰۷/۴،دار الفكر

☆ حضرت عمرؓ کی رائے بھی یہی تھی، آپؓ کے پاس ایک باندی تھی، جس سے انہوں نے خلوت اختیار کی تھی، ان کے صاحبزادے نے وہ باندی آپ سے مانگی تو آپؓ نے فرمایا کہ تمہارے لیے وہ حلال نہیں ہوسکتی، ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ کہہ کر دیا کہ تم اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔

"عن عمر بن الخطاب، أنه خَلا بِجارِيةٍ له فجَرَّدَها وأنَّ ابناً له اسْتَوْهَبَها مِنه، فقال له عمر: إنَّها لا تَحِلُّ لَكَ، وحديث عمر في الموطأ، عن مالك أنه بلغه أنَّ عمر بن الخطاب وَهَبَ لابنه جاريةً فقال له لا تَمَسَّها فَإنِّي قَدْ كَشَفْتُها" (۱)

نظر (فرج داخل یا عضو تناسل کو دیکھنے کی وجہ سے ثبوت حرمت) کے دلائل

☆ "عن أم هاني، قال: قال رسول اللهﷺ: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا بنتها"

رواه ابن أبي شيبة وإسناده مجهول، قاله البيهقي۔ (۲)

☆"قال المؤلف: دلالته على الباب صريحة وهو إن

(۱) معرفة السنن والآثار: ۹۷/۱۰، حدیث نمبر: ۱۳۸۳۰، دار الوفا القاهرة

(۲) فتح الباري: ۱۳۵/۹

كان ضعيفاً لكن يكفي للاعتضاد.... الخ" (۱)

☆"عن مجاهد: إذا قبلها أو لامسها أو نظر إلى فرجها من شهوة حرمت عليه أمها وبنتها" (۲)

شرائطِ اسبابِ حرمت

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے جو اسباب بیان کیے گیے ہیں ان کے سبب بننے کے لیے چند شرائط ہیں جن کے بغیر وہ اسباب اسبابِ حرمت نہیں بن سکتے، ان شرائط کی ناواقفیت اس مسئلہ اور مسلک کو مشکل گردانتی ہے، لہذا ہر سبب کی الگ الگ شرطوں کو مفصل بیان کیا جاتا ہے۔

☆ **نکاحِ صحیح سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کی شرطیں:**

یہ بات ضمناً آچکی ہے کہ نکاح صحیح سے حرمت ثابت ہونے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے، نفس نکاح ایجاب وقبول تمام شرائط کے ساتھ ہوجائے تو اصول زوجہ واصول زوج ایک دوسرے پر حرام ہوجاتے ہیں، البتہ فروع زوجہ (بیوی کی لڑکی، لڑکے کی لڑکی، لڑکی کی لڑکی) شوہر پر حرام ہونے کے لیے بیوی سے (نکاح صحیح کے بعد) وطی یا دواعی وطی کا شرائط معتبرہ کے ساتھ پایا جانا ضروری ہے۔

---

(۱) إعلاء السنن:۳۰/۱۱

(۲) إعلاء السنن:۳۵/۱۱

﴿فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (۱)

لہذا اگر کوئی شخص نکاح صحیح کے بعد وطی یا دواعیِ وطی سے پہلے ہی بیوی کو طلاق دیدے تو شوہر پر بیوی کی بیٹی حرام نہ ہوگی۔

☆ ملکِ یمین سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے کی شرطیں:

نفس ملکیت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے وطی یا دواعی وطی مع شرائط معتبرہ مخصوصہ (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) پایا جانا ضروری ہے۔

”واتفقوا فيما حكى ابن المنذر على أن الوطء بملك اليمين يحرم منه ما يحرم الوطء بالنكاح واختلفوا في تأثير المباشرة في ملك اليمين كما اختلفوا في النكاح.“ (۲)

”وأما الأمة فمتى باشرها دون الفرج لشهوة، فهل يثبت تحريم المصاهرة، فيه روايتان: إحداهما: ينشرها روي ذلك عن ابن عمر وعبد الله بن عمرو ومسروق.. الخ“ (۳)

---

(۱) النساء:۲۳

(۲) بداية المجتهد:۵۹/۲،دار الحديث القاهرة ابن رشد الحفيد

(۳) المغني لابن قدامة:۱۲۰/۷،مكتبة القاهرة

☆وطی سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے کے لیے شرطیں:

وطی چاہے وہ نکاح صحیح کے بعد ہو یا نکاح فاسد یا نکاح باطل کے بعد ہو یا ملک یمین کے بعد ہو یا زنا کے بعد ہو، اس وطی سے حرمت کے ثابت ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

(۱) موطوءہ (جس عورت سے صحبت کی گئی ہو) زندہ ہو۔

(۲) عورت محل شہوت یعنی مشتہاۃ ہو یا رہی ہو، مشتہاۃ کا مطلب یہ ہے کہ گو کہ وہ بالغ نہ ہو؛ لیکن اپنے جسمانی ساخت اور ڈیل ڈول کی وجہ سے مردوں کے لیے قابل کشش ہو، اس کی عمر کے بارے میں کئی اقوال ہیں، مگر راجح قول یہ ہے کہ کم از کم عمر نو ۹/ برس کی ہو، اس سے کم ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

بوڑھی عورتیں جن پر شہوت کے ایام گزر چکے ہوں؛ لیکن وہ بھی اس حکم کے عموم میں داخل ہیں۔

"ویشترط کونها مشتهاة حالاً أو ماضياً، فثبت بمس العجوز بشهوة ولا تثبت بمس صغيرة لا تشتهي." [1]

"أمها ولو كبرت المرأة حتى خرجت عن حد المشتهاة

(۱) مجمع الأنهر:۱/۴۸۱

توجب الحرمة، بأنها دخلت تحت الحرمة فلم تخرج بالكبر." [1]

(۳) واطی یعنی مرد بھی بالغ یا کم از کم مراہق ہو، جو عورتوں سے شرماتا ہو، جماع کو سمجھتا ہو، عورتیں اس کی طرف میلان رکھتی ہوں، اس کی عمر کے بارے میں بھی متعدد اقوال ہیں، مگر راجح قول یہ ہے کہ کم از کم بارہ ۱۲/ سال کا ہو۔

"وللذكر اثنا عشر لأن ذلك أقل مدة يمكن فيها البلوغ، كما صرحوا به..الخ" [2]

(۴) محل حرث ہو: وطی میں شرط یہ ہے کہ محل حرث یعنی صحبت عورت کی اگلی شرمگاہ میں ہو، اس لیے کہ قبل کی وطی ہی سبب ولدیت ہے، دبر کی وطی سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، اس لیے کہ وہ محل حرث نہیں ہے۔

لیکن اکثر فقہاء حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ جب شہوت کے ساتھ جسم کے دیگر مقامات کو چھونے یا بوسہ دینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، تو وطی فی الدبر تو اس سے آگے کی چیز ہے، اس لیے مس بالشہوت کے اصول پر حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، اسی میں احتیاط بھی ہے۔

"لو أتاها في دبرها لم يحرم عليه فروعها على

---

(۱) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: ۱۰۸/۲، علامہ زیلعی حنفی، دارالکتب الاسلامی

(۲) شامی: ۱۱۲/۴

الصحيح ..... أما إذا لم ينزل فتثبت يوجب بطريق الأولى مع عدم الإنزال" (۱)

تنبیہ: حیض، نفاس، احرام، روزہ ثبوتِ حرمت کے لیے مانع نہیں ہیں، اس لیے حائضہ، نفاس والی عورت، صائمہ اور محرمہ کے ساتھ وطی کرنے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

نوٹ: اگر کسی لڑکے کے ساتھ کوئی مرد بدفعلی کرے یا شہوت کے ساتھ بوس وکنار کرے تو اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، اس لیے کہ مرد محلِ حرث نہیں ہے۔

"أما لو لاط بغلام لا يوجب ذلك حرمة عند عامة العلماء إلا عند أحمد والأوزاعي، فإن تحريم المصاهرة عندهما يتعلق باللواطة حتى تحرم عليه أم الغلام وبنته." (۲)

☆مس (چھونے) کے سببِ حرمت بننے کے لیے شرطیں:

یعنی وطی کے بجائے محض مقدماتِ وطی یا دواعیِ وطی پائے جائیں، مثلاً بوس

---

(۱) مجمع الأنهر: ۴۸۱/۱

(۲) البحر الرائق: ۱۰۶/۳، علامہ ابن نجیمؒ، دار الکتب الاسلامي

وکنار کیا جائے یا جسم کو ہاتھ لگایا جائے تو اس کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) ماس (چھونے والے) اور ممسوسہ (جس کو چھویا جائے) کے درمیان کوئی حائل نہ ہو، یا ہو تو بھی اس قدر باریک ہو کہ ایک کے بدن کی گرمی دوسرے کو پہنچنے میں مانع نہ ہو۔

”ومن مسته امرأة بشهوة أي بدون حائل أو حائل رقيق تصل معه حرارة البدن إلى اليد.“ (۱)

”ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب، أما إذا كان بينهما ثوب فإن كان صفيقاً لا يجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة، وإن انتشرت آلته بذلك، وإن كان رقيقاً بحيث تصل حرارة الممسوس إلى يده تثبت“ (۲)

(۲) جو بال سر سے ملے ہوئے ہیں صرف ان کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، مگر جو بال سر سے لٹکے ہوئے ہیں ان کو چھونے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

---

(۱) فتح القدير:۲۲۱/۳

(۲) الفتاوى الهندية:۲۷۵/۱، ومما يتصل بذلك مسائل

”ولو لشعر علی الرأس قال ابن عابدین: خرج به المسترسل.“ (۱)

(۳) چھوتے وقت جانبین میں یا کسی ایک میں شہوت ہونا ضروری ہے، تب ہی حرمت ثابت ہوگی، اور شہوت کا مطلب مرد کے لیے یہ ہے کہ اگر پہلے سے آلۂ تناسل میں حرکت نہ ہو تو اس وقت پیدا ہو جائے اور اگر پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے، اگر انتشار نہ ہوتا ہو مثلاً بوڑھا یا نامرد ہو تو دل میں دھڑکن اور ہیجان پیدا ہو جائے یا پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے۔

اگر عورتوں کے لیے بھی شہوت کا معیار یہ ہے کہ دل میں دھڑکن و ہیجان پیدا ہو جائے، اور اگر پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے۔

”وجود الشهوة من أحدهما يكفي“ (۲)

”ولا تثبت بالنظر إلى سائر الأعضاء بشهوة ولا بمس سائر الأعضاء إلا عن شهوة بلا خلاف“ (۳)

”وحد الشهوة أن تنتشر آلته بالنظر والمس، وإن كانت

---

(۱) شامی:۴/۱۰۷

(۲) تبیین الحقائق:۵/۲۴۳، فصل في المحرمات

(۳) بدائع الصنائع:۲/۲۶۰، فصل في المحرمات بالمصاهرة

منتشرة فتزداد شدة، والمجبوب والعنين يتحرك قلبه بالاشتهاء أو يزداد اشتهاء." (۱)

"وأما في حق النساء فالاشتهاء بالقلب من أحد الجانبين." (۲)

تنبیہ: عورت ومرد کے درمیان جسم کے کسی حصہ سے مس پایا جائے وہ ہاتھ سے چھونے کے حکم میں ہے۔

"والمس شامل للتفخيذ والتقبيل والمعانقة." (۳)

(۴) شہوت چھونے کے ساتھ مقارن ہو، اگر چھونے کے بعد شہوت پیدا ہوئی تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی، اس لیے کہ شہوت متاخرہ سببِ وطی نہیں بنتی۔

"والشهوة تعتبر عند المس والنظر حتى لو وجدا بغير شهوة ثم اشتهى بعد الترك لا تتعلق به الحرمة." (۴)

(۵) شہوت ساکن ہونے سے پہلے انزال نہ ہوگیا ہو، ورنہ حرمت ثابت نہ

---

(۱) الاختيار لتعليل المختار:۳/۸۹

(۲) مجمع الأنهر:۱/۴۸۲

(۳) مجمع الأنهر:۱/۴۸۱

(۴) تبيين الحقائق:۲/۱۰۷، فصل في المحرمات

ہوگی۔

”هذا إذا لم ينزل فلو نزل مع مس أو نظر فلا حرمة، به يفتى، قال الشامي: لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء.... الخ“ (۱)

کیوں کہ جب انزال ہوگیا تو اب یہ لمس وطی کا باعث نہ رہا جو کہ جزئیت کا سبب ہے۔

(۶) ممسوسہ کا مشتہاۃ ہونا (یعنی اس کی عمر ۹/ سال یا اس سے زائد ہو)، نیز چھونے والے کا مشتہی ہونا (اس کی عمر بارہ سال یا اس سے زائد ہو) ضروری ہے۔

”ويشترط أن تكون المرأة مشتهاة، والفتوىٰ على أن بنت تسع محل الشهوة لا ما دونها“ (۲)

(۷) ممسوس (جسے چھویا گیا ہو) مرد ہو یا عورت وہ زندہ ہو۔

(۸) جس کو چھویا جا رہا ہے شہوت اسی پر ہو، اگر شہوت کسی اور پر ہو اور اسی دوران کسی اور عورت پر ہاتھ پڑ گیا اور ہاتھ پڑنے کے بعد انتشار میں اضافہ نہ ہوا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

---

(۱) شامی: ۱۰۹/۴، زکریا

(۲) الفتاوی الهندية: ۲۷۵/۱

”ویشترط وقوع الشهوة عليها لا على غيرها ... الخ“ (۱)

(۹) اگر چھونے والی عورت ہے اور وہ شہوت کا دعویٰ کرے تو شوہر کو عورت کی خبر کے متعلق صدق کا ظن غالب حاصل ہو جائے، اسی طرح اگر چھونے والا مرد ہے اور شہوت کا دعویٰ کرے تو بھی شوہر کو اس کی خبر پر صدق کا ظن غالب ہونا ضروری ہے۔

”ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع أكبر رأيه بصدقها“ (۲)

”کیوں کہ عورت کے اس دعویٰ میں شوہر کا حق باطل کرنا ہے، اور اس کے لیے صرف دعویٰ کافی نہیں ہے، بلکہ شوہر کی تصدیق ضروری ہے، یا پھر شرعی گواہ (دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں) ہوں تو پھر شوہر کی تصدیق کی حاجت نہ ہوگی“۔

”وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقها أو يغلب

(۱) شامی:۴/۱۰۸، زکریا

(۲) شامی:۴/۱۰۸، زکریا

علی ظنہ صدقها.“ (۱)

☆نظر (دیکھنے) کے سببِ حرمت بننے کے لیے مندرجہ ذیل شرطیں:

یعنی بدن کے کن کن حصوں کو کس طرح کتنی مدت دیکھنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور کن سے نہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اگر دیکھنے والا مرد ہو تو راجح قول یہ ہے کہ عورت کے اندرونی شگاف کی طرف دیکھنا جو گول ہوتا ہے، موجبِ حرمت ہے، اس کے علاوہ بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ عورت ٹیک لگا کر بیٹھی ہو یا کوئی اور حالت ٹیک لگانے کے مانند ہو، اور ظاہر ہے یہ صورت تنہائی یا انتہائی بے تکلفی یا حد سے بڑھی ہوئی عریانیت کے بغیر ممکن نہیں اور ایسے حالات میں اکثر زنا میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں کو یہاں تک کہ شرمگاہ کے بیرونی حصہ کو بھی چاہے کتنی ہی شہوت سے نگاہ ڈالی گئی ہو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، اس لیے کہ جسم کے عام حصوں سے نگاہ بچانا بہت مشکل ہے، عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ بھی جسم کے عام حصوں میں شمار ہوتا ہے۔

اور اگر دیکھنے والی عورت ہو تو مرد کے مخصوص عضو ہی کو دیکھنا موجب حرمت ہے، البتہ اس کا استادہ (کھڑا) ہونا شرط نہیں ہے، کیوں کہ یہ بھی محرّک زنا ہے، بلکہ اس

---

(۱) شامی: ۱۰۸/۴، زکریا

میں اندیشے کچھ زیادہ ہی ہیں، عضو مخصوص کے علاوہ مرد کے بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

”وکذا یوجبها نظره إلی فرجها الداخل وهو المدود وعلیه الفتویٰ..... الخ“

”وکذا یوجبها نظرها إلی ذکره بشهوة متعلق بالنظر“ (۱)

تنبیہ: عورت کے بے پردہ دُبر پر نگاہ ڈالنے سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے کہ دبر محل حرث نہیں ہے، پس سببِ ولدیت بھی نہیں ہے۔

”وروی ابن سماعة عن أبي یوسف أن النظر إلی دبر المرأة لا یوجب حرمة المصاهرة..... الخ“ (۲)

(۲) بعینہ عضو تناسل یا فرج داخل یعنی اندرونی شگاف کو دیکھا ہو، اگر اس کا عکس آئینہ میں یا پانی میں دیکھا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی، کیوں کہ بلا کسی حائل بعینہ اصل شے پر نگاہ کا اعتبار ہے، نیز مصاہرت کی علت چوں کہ مفضی الی الوطی ہے، لہذا عکس، تصویر، ویڈیو، پانی یا آئینہ میں دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی کہ یہ چیزیں مفضی الی الوطی نہیں بن سکتی۔

---

(۱) مجمع الأنهر: ۴۸۲/۱

(۲) المحیط البرهاني: ۶۵/۳، علامہ برہان الدین حنفی، دار الکتب العلمیة، بیروت

”والنظر من وراء الزجاج يوجب حرمة المصاهرة بخلاف المرآة لأنه لم ير فرجها وإنما رأى عكس فرجها، وكذا لو وقف على الشط فنظر إلى الماء، فرأى فرجها لا يوجب الحرمة ولو كانت هي في الماء فرأى فرجها تثبت الحرمة .“ (۱)

(۳) دیکھنے کے ساتھ شہوت مقارن ہو، دیکھنے سے فارغ ہوجانے کے بعد شہوت پیدا ہوئی ہو اور پھر دوبارہ نہ دیکھا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی، اس لیے کہ شہوت متاخرہ سبب وطی نہیں بنتی۔

”والشهوة تعتبر عند المس والنظر حتى لو وجدا بغير شهوة ثم اشتهى بعد الترك لا تتعلق به الحرمة“ (۲)

(۴) شہوت صرف دیکھنے والے میں (خواہ مرد ہو یا عورت) ضروری ہے، منظور الیہ (جسے دیکھا گیا ہے) خواہ مرد ہو یا عورت شہوت ضروری نہیں ہے۔

”وفي المضمرات أن شهوة أحدهما كافية إذا كان الآخر محل الشهوة فلا يشترط أن يكونا بالعين“ (۳)

---

(۱) البحر الرائق:۳/۱۰۸،فصل في المحرمات

(۲) تبيين الحقائق:۲/۱۰۷،فصل في المحرمات

(۳) مجمع الأنهر:۱/۴۸۲

(۵) منظور الیہ (جسے دیکھا گیا ہو) خواہ مرد ہو یا عورت زندہ ہو۔

(۶) مرد وعورت دونوں مشتہاۃ ہوں، یعنی عورت کی عمر کم از کم نو ۹/ سال اور مرد کی عمر کم از کم بارہ ۱۲/ سال ہو۔

(۷) انزال نہ ہو گیا ہو، یعنی فرج داخل کو دیکھنے سے مرد کو اگر انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہو گی، اس لیے کہ اب یہ باعثِ وطی نہیں رہا، اسی پر فتویٰ ہے۔

”ولو أنزل مع المس أو النظر لا تثبت الحرمة، لأنه تبين بإنزاله أنه غير داع إلى الوطء الذي هو سبب الجزئية“ (۱)

ہر داعیٔ وطی علتِ حرمت نہیں

البتہ ایک سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ جماع کے تمام دواعی مثلاً بات کرنا، دور یا نزدیک سے بدن کے کسی حصہ کو دیکھنا، ہاتھ لگانا، آواز سننا، چل کر جماع کے لیے جانا وغیرہ وغیرہ سب کو کیوں جماع کے حکم میں (سبب حرمت بنا کر) نہیں رکھا گیا؟ اور صرف دو تین ہی کو کیوں لیا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ دواعی کو بمنزلۂ جماع پھر

---

(۱) مجمع الأنهر: ۱/ ۴۸۲

مستفاد: حرمت مصاہرت: مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری / حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل

بمنزلہٗ ولد استحسانا رکھا گیا ہے اور وجہ ترجیح احادیث وآثار ہیں، اب آپ احادیث وآثار پر نظر ڈالیے وہ تین ہی دواعی کو بحکم جماع رکھتے ہیں، یعنی مس بالشہوۃ، تقبیل، اور نظر الی الفرج کو، اور جب ہم نے آثار کی بنا پر قیاس خفی کو ترجیح دی ہے تو جن جن دواعی کے بارے میں آثار ہوں گے، صرف انہی کو بحکم جماع رکھا جائے گا۔ (۱)

فرج داخل کی تخصیص کیوں؟

یہاں یہ بات واضح کرنی ضروری ہے کہ فرج خارج حقیقۃ فرج نہیں، لفظ فرج (شگاف) کا حقیقی مصداق فرج داخل ہے، اس لئے فرج داخل کی طرف نظر کرنا حرمت مصاہرت کا سبب ہے، فرج خارج کی طرف نظر کرنا حرمت کا سبب نہیں ہے، علاوہ ازیں احادیث وآثار میں لفظ فرج مطلق ہے، اور قاعدہ ہے کہ مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے، اس لئے یہاں بھی فرد کامل یعنی فرج داخل مراد لی جائے گی۔ (۲)

بوسہ اور ہاتھ لگانے میں فرق

بوسہ اور ہاتھ سے چھونے میں فرق یہ ہے کہ اگر قرائن واحوال خلاف شہوت نہ ہوں تو بوسہ کو شہوت ہی پر محمول کیا جائے گا اور عدم شہوت کا دعوی معتبر نہ ہوگا جب تک کہ دلیل سے عدم شہوت کو ثابت نہ کر دیا جائے،...... جب کہ ہاتھ سے چھونے میں حکم یہ

---

(۱) حرمت مصاہرت: مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری: ۵۷، ۵۸

(۲) حرمت مصاہرت: مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری: ۵۸

ہے کہ جب تک مرد شہوت کی تصدیق نہ کرے عورت کا دعوائے شہوت معتبر نہیں ہوگا، فقہاء کے مختلف اقوال میں قول عدل یہی ہے۔

"الدليل عليه: أن محمداً في أي موضع ذكر التقبيل لم يقيده بشهوة، وفي أي موضع ذكر المس والنظر فيه قيدهما بالشهوة." (۱)

"لكن ثبوت الحرمة بالمس مشروط بأن يصدقها الرجل أنه بشهوة فإنه لو كذبها وأكبر رأيه أنه بغير شهوة لم تحرم، وفي التقبيل والمعانقة حرمت مالم يظهر عدم الشهوة...." (۲)

بہو کے ساتھ جنسی چھیڑ چھاڑ کا حکم

خسر کا بہو کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا اخلاقی گراوٹ کی بدترین مثال ہے، جس کو اسلام ہی نہیں دنیا کے ہر مقدس مذہب اور مہذب سماج میں مذموم مانا جاتا ہے، اور اس ذہنیت کے لوگوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس طرح کی حرکت کرنے والے کے ساتھ رعایت کا کوئی قائل نہیں ہے، اچھے معاشرہ میں اس طرح کے واقعات بہت کم پیش آتے ہیں، علاوہ ازیں یہ کھلی معصیت بھی ہے۔

---

(۱) المحيط البرهاني:۶۵/۳

(۲) مجمع الأنهر:۴۸۱/۱

چھیڑ چھاڑ سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ ہو سے چھیڑ چھاڑ کپڑے کے اوپر سے دست درازی ہو یا گفتگو اور بے جا نظر بازی سے ہو جائے (جو بداخلاقی کی اعلیٰ مثال تو ہے) لیکن اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

ہاں اگر چھیڑ چھاڑ جنسی اعتبار سے ہو مثلاً بوس وکنار وغیرہ تو یہ جزئیہ صراحت کے ساتھ کتب حنفیہ میں موجود ہے کہ اگر یہ دست درازی شہوت کے ساتھ ہو، آثار وقرائن شہوت کی تکذیب نہ کرتے ہوں، اسی طرح کپڑے کے اوپر سے نہ ہو وغیرہ، مذکورہ بالا تمام شرطیں پائی جاتی ہوں تو خسر کی اس حرکت سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی، اور "منكوحة الأب" کے حکم میں ہوگئی اور آیت ﴿ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم﴾ کے تحت داخل ہو کر حرام ہوگئی۔

"إذا قبل امرأة ابنه بشهوة، أو قبل الأب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة.... كان عن شهوة وقعت الفرقة" (۱)

اگر غلطی یا بھولے سے ہاتھ لگ جائے

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لیے ہرگز یہ شرط نہیں ہے کہ یہ افعال عمداً ہوں، بلکہ غلطی اور بھولے سے یا انجانے میں بھی اگر یہ افعال (شرائط مذکورہ کے ساتھ) صادر ہو جائیں تب بھی حرمت واقع ہو جائے گی۔

---

(۱) المحيط البرهاني: ۶۷/۳، الفصل الثالث عشر في بيان أسباب التحريم

تفصیل کے لیے دیکھیے: حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور حساس مسائل

کیوں کہ جس طرح غلطی سے قتل کردینے یا طلاق دیدینے سے قتل وطلاق کا صدور ہوجاتا ہے اور جس طرح غلطی اور شبہ سے وطی کے صادر ہونے پر حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اسی طرح غلطی یا شبہ سے لمس ونظر (مع شرائط مذکورہ) واقع ہوجانے سے حکم مرتب ہوجاتا ہے اور حرمت واقع ہوجاتی ہے، کیوں کہ اصول گزر چکا کہ احکام کا مدار علت پر ہوتا ہے نیت، ارادہ اور اوصاف پر نہیں۔

حتی کہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ صراحۃً مذکورہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو رات میں صحبت کے ارادہ سے جگانا چاہے؛ لیکن اس کا ہاتھ اس کی مشتہاۃ بیٹی پر شہوت کے ساتھ پہنچ گیا، جب کہ ہرگز یہ ارادہ نہ تھا تب بھی اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائے گی۔

”سواء كان عمداً أو سهواً أو خطأً أو كرهاً حتى لو أيقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده ابنته منها فقرصها بشهوة وهي ممن تشتهي لظن أنها أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة، ولك أن تصورها من جانبها بأن أيقظته هي كذلك فقرصت ابنه من غيرها“ (۱)

(۱) مجمع الأنهر: ۱/۴۸۱

مسلکِ حنفی دشوار نہیں

اسبابِ حرمت کے شرائط کی تفصیلات بتاتی ہیں کہ حنفیہ مصاہرت کے باب میں گوکہ دیگر مکاتبِ فقہ کے بالمقابل بظاہر سخت اور محتاط رائے رکھتے ہیں؛ لیکن وہ اتنی شرطوں کی سنگینیوں میں گھری ہوئی ہے کہ عام حالات میں ان کا پورا ہونا آسان نہیں ہے، اور زندگی کے جن مسائل کا حوالہ دیا جاتا ہے اور جن پریشانیوں کا تذکرہ کر کے مسلکِ حنفی سے عدول کا عندیہ دیا جاتا ہے، ان میں سے اکثر بے موقع اور بے محل ہیں یا یہ کہ پوری دقتِ نظر کے ساتھ حالات کو ان شرطوں پر تطبیق دینے کی کوشش نہیں کی گئی، صرف نقطۂ نظر کے ظاہری ڈھانچہ کو دیکھ کر یہ تصور قائم کرلیا گیا کہ موجودہ حالات میں مسلکِ حنفی پر عمل کرنا بڑی دشواریوں کا باعث ہے؛ لیکن ان حالات کا الگ الگ جائزہ نہیں لیا گیا کہ احناف کی شرطوں پر ان میں سے کون کون سی شکلیں پوری اترتی ہیں۔

بنابریں حنفیہ کے نقطۂ نظر کو خواہ مخواہ شدت پسندی کی نسبت سے مشہور کیا گیا اور اس کے بارے میں قانونی نزاکتوں اور بنیادی شرطوں کو نظر انداز کردیا گیا۔

آج جن مشکلات کا حوالہ دیا جاتا ہے گوکہ وہ غیر اسلامی تہذیب کی تقلید کی پیداوار ہیں اور اسلامی تہذیب سے ارتداد کے نتیجہ میں یہ حالات درآمد ہوئے ہیں، شریعت میں اس طرح کی مصنوعی اور خودساختہ مشکلات کی اصلاً کوئی حیثیت نہیں ہے، اور نہ ان کو حقیقی ضیق یا اضطرار کا درجہ دیا جاسکتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود احناف نے جو شرطیں مقرر کی ہیں ان کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے تو بہت سے مسائل خود مسلکِ حنفی سے ہی بآسانی حل ہوجائیں گے اور کسی مسلکِ فقہی کی طرف عدول کرنے کی کوئی ضرورت پیش

نہیں آئے گی۔

الغرض فقہ حنفی میں دشواریاں بعضے دفعہ تو شرائط سے ناواقفیت کی بناء پر پیش آتی ہیں یا تو بے لگام و بے احتیاط زندگی بسر کرنے کی بناء پر اور رکبھی تو دین بیزاری اور نفس پرستی کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے۔ (۱)

عورت کا کیا قصور ہے؟

جب خسر نے بہو کے ساتھ جنسی چھیڑ چھاڑ کی اور حرمت کے سارے شرائط پائے گئے تو خسر کی اس حرکت سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی؛ لیکن عقلاً ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس عورت کا کوئی ارادہ نہ تھا جبراً اس کے ساتھ یہ کیا گیا وہ اس مسئلہ میں بے قصور ہے تو پھر اس کو یہ سزا (شوہر سے علیحدگی کی) کیوں دی جارہی ہے؟

اس حوالہ سے مفتی شعیب اللہ خان صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکمِ حرمت کو عورت کے حق میں سزا سمجھنا ہی غلط ہے، جب یہ سزا ہی نہیں تو یہ سوال بھی سرے سے ساقط ہے کہ اس کا قصور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں نہ اس عورت کا کوئی قصور ہے اور نہ اس کے حق میں کوئی سزا ہے، بلکہ یہ حکم دراصل اس فعل کا لازمی و لابدی نتیجہ ہے۔

(۱) مستفاد: حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل: ۵۳-۵۴

اس کی چند حسی اور فقہی مثالیں دیتا ہوں، جس سے یہ بات واضح ہوجائے گی:

☆ ایک شخص کسی کو زبردستی زہر کھلا دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ زہر کھانے والا مرجاتا ہے، اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس زہر کھانے والے کا کیا قصور ہے جس کو زبردستی زہر دیا گیا؟ اور یہ کہ اگر اس کا کوئی قصور نہیں ہے تو یہ کیسے مرگیا؟ تو اس کا جواب سب یہی دیں گے کہ یہ موت کا واقع ہونا زہر کا ایک اثر اور نتیجہ ہے، اس میں کسی کا قصور ہو یا نہ ہو، زہر اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے۔

☆ ایک شخص ایک آدمی کو قتل کردیتا ہے اور وہ مقتول اس میں بالکل بے قصور ہوتا ہے، مگر ہر کوئی جانتا ہے کہ قتل ہونے میں اس مقتول کا بے قصور ہونا ضروری نہیں، بلکہ عموماً جو لوگ قتل ہوتے ہیں وہ بے قصور ہی ہوتے ہیں، مگر کیا اس کی وجہ سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ بے قصور ہے، اس لیے اس پر تلوار کا اثر مرتب نہ ہونا چاہیے؟

یہ دو مثالیں تو حسیات میں سے تھیں، اب لیجیے ایک دو مثالیں فقہیات میں سے بھی ملاحظہ فرمالیں:

☆ ایک شوہر اپنی بیوی کو بلاوجہ طلاق دیدیتا ہے، عورت کا کوئی قصور نہیں ہوتا، مگر اس کے باوجود یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے،

یہاں کوئی یہ نہیں کہتا کہ طلاق کیسے پڑ گئی، جب کہ عورت نے کوئی قصور نہیں کیا؟ وجہ اس کی یہی ہے کہ طلاق دینے سے طلاق کا پڑ جانا، اس فعل کا ایک لازمی نتیجہ ہے، قصور ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں یہ واقع و نافذ ہو جائے گی۔

☆ ایک شخص اپنی اولاد میں سے صرف ایک کو اپنی پوری جائیداد ہبہ کر دیتا ہے، جب کہ اس کی اور بھی کئی اولادیں ہیں، اور اس صورت میں اس کا یہ عمل نافذ مانا جاتا ہے، اگرچہ ایسا کرنا گناہ کی بات ہے کہ صرف ایک کو ساری جائیداد کا مالک بنا دے، مگر اس کے ناجائز ہونے کے باوجود وہ نافذ ہو جاتے ہیں۔

ان سب مثالوں میں غور کیجیے کہ مرضی خوشی بھی نہیں اور قصور بھی نہیں، مگر اس کے باوجود فعل کے نتیجہ کو تسلیم کیا گیا ہے، اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ زیر بحث مسئلہ میں بھی اس عورت کا اگر چہ کوئی قصور نہیں ہے، مگر اس کے باوجود یہ حکم حرمت اس فعل کا لازمی نتیجہ ہے، ہاں اس کے قصور نہ ہونے کی وجہ سے اس پر آخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا، اور صرف وہ سزا پائے گا جس نے یہ قبیح حرکت کی ہے''۔ [1]

---

(۱) نفائس الفقہ: ۲/ ۹۲، ۹۳، ۹۴

عورت کے مستقبل کا سوال

ایک سوال یہ بھی اٹھایا گیا ہے کہ جب اسلام میں یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی تو اب اس کا مستقبل کیا ہوگا؟ اور اس کا گزر بسر کیوں کر ہوگا؟

اس حوالہ سے بھی مفتی شعیب اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اس کا جواب اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ہے کہ اس کو بعد عدت کسی بھی مسلمان سے نکاح کرنے کی اجازت ہوگی اور اس طرح اپنے مستقبل کو وہ بنا سکے گی، دوسرے تا نکاحِ ثانی اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی جن کی کفالت میں وہ پہلے تھی، جیسے باپ یا بھائی وغیرہ۔

اور یہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی شریعت نے عورت کی ذمہ داری خود اسی پر بالکل نہیں رکھی ہے، بلکہ دوسرے رشتہ دار اس کے لیے ذمہ دار بنائے گئے ہیں، یا شادی کے بعد اس کا شوہر اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے، پھر کسی وجہ سے شوہر نہ ہو، خواہ اس وجہ سے کہ طلاق ہوگئی یا حرمت ثابت ہوگئی یا موت ہوگئی تو اس کی ذمہ داری اس کے رشتہ داروں پر ہوگی جیسا کہ پہلے تھی''۔ (۱)

---

(۱) نفائس الفقہ: ۹۵/۲

ضرورۃً مذہبِ غیر پر فتویٰ

(۱) بعض خاندان، افراد خاندان اور گھرانوں کی نزاکتیں اور باریکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ فقہ حنفی کے مطابق حرمت کا فتویٰ دینے میں زوجین، خاندان اور اولاد کے حق میں سخت مشکلات بلکہ بعض دفعہ تو تبدیل مذہب کے خیالات اور اس پر اقدامات کا باعث بن جاتا ہے۔

(۲) دوسری طرف حرمتِ مصاہرت کا یہ مسئلہ حنفیہ کے نزدیک احتیاط پر مبنی ہے اور بے حیائی کے خاتمہ اور سد باب کے لیے ہے، نہ تو یہ قطعی الدلالہ آیت سے ثابت ہے، نہ سنت مشہورہ سے اور نہ ہی اس پر اجماع ہے، اور اس سلسلہ میں آثار متعارض ہیں۔

حاجت وضرورت کی بحث کو یہاں لانا نہیں ہے؛ لیکن اہل فن حضرات اس بات سے واقف ہیں کہ فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ جس کی حرمت قطعی نہ ہو، بلکہ ظنی یا مکروہ تحریمی ہو وہاں ''حاجت'' کی بنیاد پر گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسری طرف یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، جس میں ضرورۃً خروج عن المذہب کی گنجائش فقہاء کرام نے نکالی۔

(۴) قرآنی آیات واحادیث اور مندرجہ ذیل قواعد بھی پیش نظر ہیں:

☆ ''يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ'' (۱)

---

(۱) البقرۃ:۱۰۵

☆ "وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ" (۱)

☆ "يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الإِنْسَانُ ضَعِيْفاً" (۲)

☆ "الدِّيْنُ يُسْرٌ" (الحديث)

☆ "الْحَرَجُ مَدْفُوْعٌ" (۳)

☆ "الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ" (۴)

☆ "الضَّرَرُ يُزَالُ" (۵)

(۵) نیز متعدد فقہائے کرام نے اس بات کی تصریح بھی فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص اہل سنت والجماعت کے کسی مخصوص فقہی مسلک سے تعلق رکھتا ہو اور اس میں اجتہادی شان پائی جاتی ہو، خواہ وہ جزوی درجہ کی ہو، جس کے پیش نظر وہ دلائل میں غور وفکر کر کے کسی مسئلہ میں ایسے قول کو راجح سمجھے جس کو اس کے مخصوص فقہی مسلک میں مرجوح

---

(۱) الحج:۷۸

(۲) النساء:۲۸

(۳) الأشباه:

(۴) الأشباه

(۵) الأشباه:

قرار دیا گیا ہے، یا وہ اہل سنت والجماعت کے کسی دوسرے امام کے قول کو راجح سمجھے تو اس کو اپنے نزدیک راجح قول پر عمل کر لینا درست ہے۔

”لو أن رجلاً من أهل الاجتهاد برء من مذهبه في مسألة أو في أكثر منها باجتهاد لما وضح له من دليل الكتاب أو السنة أو غيرهما من الحجج لم يكن ملوماً ولا مذموماً، بل كان مأجوراً محموداً....الخ“ (۱)

بلکہ اگر کوئی ایسا عالم دوسرے کو اس کے مطابق فتویٰ دے، بالخصوص جس میں دوسرے کی تیسیر مقصود ہو اور اسے فتنہ یا دشواری سے بچانا پیش نظر ہو، تو بعض فقہاء و مشائخ کے نزدیک اس کو ایسا کرنا اور دوسرے کو اس کے مطابق عمل کرنا بھی جائز ہے۔

”فلا مانع شرعاً من تقليد أئمة المذاهب والمجتهدين المشهورين والمغمورين، كما لا محذور في الشرع من التلفيق بين أقوال المذاهب عملاً بمبدأ اليسر في الدين لقوله تعالیٰ: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ومن المعلوم أن أغلب الناس لا مذهب لهم وإنما مذهبم مذهب مفتيهم، وهم حريصون على أن

---

(۱) العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية: ۳۲۷/۲، دار المعرفة، علامہ ابن عابدین

یکون عملهم شرعیاً۔" [1]

اور بعض فقہاء کرام نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اگر کوئی عامی شخص جو اپنے آپ کو برائے نام حنفی، شافعی وغیرہ کہتا ہو، وہ اگر کسی مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کے دوسرے مجتہد کے موقف کے مطابق عمل کرے، جس میں کوئی نفسانیت، دنیاوی غرض اور ہوا پرستی وغیرہ نہ ہو، بالخصوص جب کہ کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کرے، تو اس کے لیے ایسا کرنا قابل ملامت وباعث نکیر نہیں ہے۔

"وإذا کان هناك أكثر من مجتهد فالمقلد له أن يختار أحدهم، والأولى أن يختار من يثق به أكثر من غيره" [2]

الغرض ان ساری نزاکتوں اور حالات کا جائزہ لیتے ہوئے لوگوں کے ایمان کو بچانے اور رخاندانوں کے بگاڑ اور انتشار کو دفع کرنے کے ساتھ ساتھ شرعی حدود میں رہتے ہوئے مستفتی کے حالات کی تحقیق غیر معمولی مشکلات ومضرات کا تحقق سامنے آنے کے بعد ایسا انداز اور طریقہ اختیار کرتے ہوئے کہ جس سے زنا ومقدمات زنا پر عوام کو اقدام کی جرأت پیدا نہ ہو سکے اور فتنوں کا سد باب ہو جائے، ایک مفتی کو گنجائش ہوگی کہ

---

(۱) الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي: ۷۰/۱، دار الفکر، سوریہ، دمشق

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية: ۲/۴۷، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت

مذہب غیر (ائمہ ثلاثہ) پرعمل کرتے ہوئے عدم حرمت کا فتوی دے، بلکہ یہ کہنا غالبًا بجا ہوگا کہ "الضرر یزال - المشقة تجلب التیسیر - ما ضاق أمر إلا اتسع" وغیرہ جیسے فقہی حنفی اصول کے پیش نظر عدم حرمت کا فتوی دینا یہ خروج عن المذہب اور مذہب غیر پر فتویٰ دینا نہیں بلکہ ان فقہی حنفی قواعد کے مطابق خود فقہ حنفی ہی پر عمل کرنا ہوگا۔

اس حوالہ سے مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ:

”یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، دلائل دونوں جانب ہیں اور حنفیہ کا مسلک احوط ہے، خاص طور پر دواعی بعد النکاح کی بعض صورتوں میں خاندان بھر کے لیے شدید مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں؛ لیکن اس بنیاد پر عدم حرمت کا عام فتوی دینے کی ابھی تک ہمت نہیں ہوتی، الا یہ کہ اہل افتاء کی ایک بڑی جماعت اس پر متفق ہو جائے۔۔۔ لہذا فی الحال تو بندہ کی سمجھ میں یہی آ رہا ہے کہ عام فتویٰ دینے کے بجائے جہاں مفتی کسی خاص واقع میں یہ دیکھے کہ حرمت پر فتویٰ دینے کے مفاسد وفتن مذہب غیر اختیار کرنے سے زیادہ ہیں، وہاں مذہب غیر پر عمل کا مشورہ دیدے، اور وہ بھی زبانی طور پر، جیسا کہ علامہ ابن عابدینؒ نے ایسے موقع پر مرجوح قول پر عمل کرنے کا ذکر فرمایا ہے“۔

اس حوالہ سے مفتی محمد رضوان صاحب راولپنڈی فرماتے ہیں کہ:

”بندہ کی ذاتی رائے کے مطابق مستفتی کے حالات کی تحقیق کے

بعد جن مجتہد فیہ صورتوں میں غیر معمولی مشکلات اور مضرات ومفاسد کا تحقق ہو وہاں غیر حنفیہ کے قول کے مطابق گنجائش دی جانی چاہیے۔

لیکن اس کے ساتھ اس چیز کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ جواز کی گنجائش میں ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ اس کی وجہ سے زنا ومقدمات زنا پر عوام کو اقدام کی جرأت پیدا نہ ہو اور فتنوں کا سد باب رہے، مثلاً اس طرح کی حرکت اور غفلت کے سخت گناہ اور توبہ واستغفار اور آئندہ کے لیے سختی سے بچنے اور احتیاط کا بھی حکم فرمایا جائے''۔

اس حوالہ سے بعض علماء نے مثلاً مفتی اسد اللہ صاحب نے یہ ترکیب پیش کی ہے کہ:

''حرمت مصاہرت کا مسئلہ جوں کا توں باقی رکھا جائے، اگر کہیں کوئی خاص صورت پیش آجائے اور واقعی ضرورت شدیدہ متحقق ہو تو بالغ نظر مفتی حالات کا جائزہ لے کر مبتلیٰ بہ کی سہولت کے لیے غیر مسلک کے مطابق زبانی فتویٰ دیدے، اصول افتاء کے مطابق ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہوتے ہیں؛ لیکن عمومی طور پر تجویز نہ لائی جائے''۔

مفتی محمد سلمان منصور پوری کی رائے یہ ہے کہ اگر حاجت اور ضرورت سخت ہو تو

مبتلیٰ بہ شخص ذاتی طور پر کسی شافعی مفتی سے فتویٰ حاصل کرلے تو اس کی گنجائش ہے۔

مفتی نذیر احمد کشمیری صاحب فرماتے ہیں:

''مگر یہ مستفتی اور مفتی کے درمیان پائی جانے والی صورتِ حال کا حکم ہے، نہ کہ عمومی طور پر بیان کرنے کا معاملہ؛ چنانچہ تجویز یہ دی گئی ہے کہ:

اگر مفتی کسی مبتلیٰ بہ کے احوال جان کر اس نتیجہ پر پہنچے کہ زوجین کی تفریق حرج عظیم کا سبب بن جائے گی تو مذہب غیر پر وہ فتویٰ دے گا''۔

مفتی محمد زید مظاہری زید مجدہ نے ایک اور تفصیل ذکر کی ہے جو قابل توجہ ہے، فرماتے ہیں:

''یہاں یہ تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اگر یہ واقعات قبل النکاح پیش آئیں تو اس میں چوں کہ ایسی ضرورت داعی نہیں اور حرج ومشقت والی بھی کوئی بات نہیں، اس لیے قبل النکاح تو حنفی مسلک پر ہی عمل کیا جائے، یعنی باپ کی ممسوسہ بالشہوۃ کے اصول وفروع سب سے نکاح کرنا حرام ہوگا، البتہ بعد النکاح اگر ایسے واقعات پیش آئیں تو امام شافعیؒ کے قول پر فتویٰ دینا مناسب ہے، اس کی کچھ فقہی نظیریں بھی ہیں جن سے اس مسئلہ میں استیناس کیا جاسکتا ہے، مثلاً ایک نظیر جو قاضی ابویوسفؒ سے

فتاویٰ بزازیہ میں منقول ہے کہ واقعہ ہو جانے کے بعد قاضی صاحب نے دوسرے مسلک کو اختیار کرلیا؛ لیکن واقعہ سے پہلے اس کو اختیار نہیں کیا تھا وہ جزئیہ یہ ہے:

أنه صلى الجمعة مغتسلاً من الحمام ثم أخبر بفارة ميتة في بئر الحمام فقال: نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا.... الخ" [1]

حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی، مفتی امانت علی صاحبان کی رائے ہے کہ:

''اگر دھوکہ سے یا انجانے میں بلا ارادہ، یا خطاء ''مس بالشھوۃ'' ہوگیا ہے تو مستند، محتاط اور متقی علماء مل کر حنفیہ کے مذہب سے عدول کرتے ہوئے کوئی اور فیصلہ کرلیں تو صرف اس صورت میں گنجائش ہے جس کی دلیل حدیث ''رفع عن أمتي الخطأ والنسيان'' ہے''۔

ان کے علاوہ بیشتر مفتیان کرام نے مذہب غیر پر عمل کرتے ہوئے عدم حرمت کا فیصلہ کیا ہے۔

مثلاً: حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی، مفتی محمد زید صاحب مظاہری

---

(۱) شامی:۱/۷۵، مقدمہ

ندوی وغیرہ حضرات اور پڑوس ملک کے مفتیان کرام نے بھی عدم حرمت کا فیصلہ کیا ہے۔

مفتی ریاض محمد صاحب، دار الافتاء دار العلوم تعلیم القرآن، راولپنڈی، مولانا عبد القیوم حقانی صاحب، جامعہ ابو ہریرہ، نوشہرہ سرحد، مفتی محمد رفیق صاحب، دار الافتاء والتحقیق، جامع مسجد الہلال، مفتی منظور احمد صاحب، دار الافتاء، ادارہ غفران، راولپنڈی وغیرہ۔ (۱)

نوٹ:

جن حضرات کے نزدیک ابتلاء عام یا ضرورت کی وجہ سے نظر ثانی یا عدول عن المذہب کی گنجائش ہے وہ صرف دواعی زنا یا دواعی کی بعض صورتوں میں ہے، رہا نفس زنا (اگر چہ اس سے بھی حرمت مصاہرت کا ثبوت مختلف فیہ ہے) تو اس سلسلہ میں تقریباً سبھی حضرات ضرورت کے عدم تحقق نیز مذہب غیر پر فتویٰ کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

فتنہ کے دروازے کھولنا نہیں ہے۔

بعض حضرات مشکلات ومضرات کو تسلیم کرنے کے باوجود حرمت مصاہرت کی مجتہد فیہ صورتوں میں مذہب غیر پر فتویٰ دینے پر اس لیے آمادہ نہیں ہیں کہ اس کی وجہ سے زنا ودواعی زنا کا راستہ کھلنے کا اندیشہ ہے، کیوں کہ حرمت کے خوف کی بناء پر عوام زنا ودواعی زنا سے اجتناب کرتے ہیں۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: ادارۃ المباحث الفقہیۃ، جمعیت علماء ہند، علمی تحقیقی رسائل: جلد اول، مفتی محمد رضوان، ادارہ غفران، راولپنڈی

حالاں کہ اولاً تو تمام مبتلیٰ بہ افراد کو حرمت کا علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس کی وجہ سے زنا ومقدمات زنا سے رکے رہیں، ثانیاً زنا اور مقدمات زنا کی تمام صورتوں میں علی الاطلاق ہر کس وناکس کے لیے اجازت نہیں دی جارہی ہے، بلکہ صرف مخصوص ومجبوری والے حالات میں اجازت دی جارہی ہے، جس میں ساتھ ہی اس اندیشہ کے ازالہ کا بھی انتظام کیا جارہا ہے، ثالثاً زنا ومقدمات زنا کی تمام صورتیں حرمت مصاہرت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ صرف مخصوص رشتوں سے ہی حرمت مصاہرت کا تعلق ہے، رابعاً صرف ایک موہوم خطرے کو بنیاد بنا کر ابتلائے عام اور غیر معمولی تنگی وحرج کو نظر انداز کرتے رہنا فقہی اصولوں کا تقاضا نہیں ہے۔

اور اگر اس قسم کے موہوم خطرے کو بنیاد بنایا جائے تو پھر بہت سے وہ مسائل بھی جن میں ہمارے سابق فقہاء واکابر نے مذہب غیر پر فتویٰ دیا ہے نادرست ٹھہرتے ہیں، کیوں کہ اس قسم کے موہوم خطرات کا امکان ان میں بھی پایا جاتا ہے۔

اس گفتگو سے وہ سوال بھی رفع ہو جاتا ہے جو عامۃً کیا جاتا ہے کہ ''مذہب غیر پر فتویٰ دینے سے لوگ جری اور دلیر ہو جائیں گے''۔

کیوں کہ سمجھنا چاہیے کہ اولاً تو لوگوں کے جری ہونے کے لیے اس کی گنجائش نہیں دی جارہی ہے، بلکہ مجبوری کی صورت میں دی جارہی ہے، دوسرے مستفتی کے حالات کو پیش نظر رکھ کر جب مجبوری کی بنیاد پر اس کی وضاحت کرتے ہوئے توبہ واستغفار کے ساتھ فتویٰ دیا جائے گا تو پھر فتنہ سے حفاظت رہے گی، جیسا کہ اس کی وضاحت کردی گئی ہے، تیسرے بعض صورتیں خطاً وغیرہ کی ایسی بھی ہیں جن میں مبتلیٰ بہ گنہگار بھی نہیں

ہوتا، چوتھے گنجائش دینے کی ایک وجہ خود یہ بھی ہے کہ آج کل بہت سی صورتوں میں زوجین میں تفریق مشکل ہوتی ہے اور وہ اسی طرح گناہ میں مبتلا رہ کر زندگی گزارتے ہیں، اس کی گنجائش سے ان کو خود گناہ سے بچانا مقصود ہے۔ [1]

سالی کے ساتھ زنا کا حکم

سالی کے ساتھ زنا یا دواعیٔ زنا مع شرائطِ مذکورہ ہو جائے تو گرچہ یہ فعل بھی بہت زیادہ قبیح و شنیع ہے؛ لیکن اس سے بیوی حرام نہیں ہوتی، کیوں کہ مصاہرت سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں ان میں بہن نہیں ہے، یعنی بیوی سالی کی نہ اصول میں سے ہے، نہ فروع میں سے۔

اور بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص اپنی سالی (بیوی کی بہن) سے زنا کرلے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔

"قال عكرمة عن ابن عباس: إذَا زَنىٰ بِأُخْتِ امْرَأتِه لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْه امْرَأتُه" [2]

البتہ سالی سے اگر وطی بالشبہ ہو تو موطوءہ کی عدت (تین حیض) گزرنے تک بیوی سے جماع نہیں کرسکتا، اور اگر زنا کیا ہے تو جب تک سالی کو ایک حیض نہ آجائے بیوی سے جماع نہیں کرسکتا، تاکہ حکماً "جمع بین الأختین" لازم نہ آئے۔

---

(۱) مستفاد: علمی تحقیقی رسائل، جلد اول: ۴۶۳

(۲) مختصر صحیح الإمام البخاري، باب ما یحل من النساء وما یکره: ۳۵۸/۳

پیشانی چومنے یا معانقہ کرنے کا حکم

بعض معاشرہ میں یہ دستور ہے کہ جب شادی شدہ لڑکی سسرال سے میکہ آتی ہے تو والد کی پیشانی چومتی ہے اور والد بھی اس کی پیشانی چومتا ہے، اور بعض دفعہ بیٹی باپ سے چمٹ جاتی ہے اور باپ اس سے معانقہ کرتا ہے اور کبھی بھائی کے ساتھ بھی یہ صورت پیش آتی ہے، جب کہ اس وقت بظاہر دونوں طرف سے شہوت کا احساس نہیں ہوتا تو اس صورت میں اگر دونوں میں سے کوئی شہوت کا مدعی نہیں ہے فقہ حنفی کے مطابق حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

اس لیے کہ:

☆ اولاً: شہوت موجود نہیں ہے، جو ثبوتِ مصاہرت کے لیے اولین شرط ہے۔

"ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها، على هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه.... الخ" (1)

☆ دوسرے قرائن واحوال شہوت کی نفی کرتے ہیں، کیوں کہ رخصتی یا آمد وغیرہ کے مواقع عموماً شہوت کے سفلی جذبات سے پاک ہوتے ہیں۔

---

(1) رد المحتار: ۱۰۸/۴، زکریا

☆ نیز یہ ملاقاتیں برسرِ مجلس ہوتی ہیں جب کہ شہوت والی ملاقاتیں تنہائی کی متقاضی ہیں، فقہاء نے جہاں تقبیل کی بات لکھی ہے وہ تنہائی کی تقبیلات ہیں، اور وہ بھی عورت کا دعویٰ آنے کے بعد مرد شہوت کا منکر ہو تو کن صورتوں میں اس کی تصدیق کی جائے گی اور کن میں نہیں؟ جس کی تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے؛ لیکن ان عبارتوں کی مصداق یہ مجلسی ملاقاتیں ہرگز نہیں ہیں، اس لیے کہ ان میں کئی نگاہیں دیکھ رہی ہوتی ہیں، عام حالات میں اس طرح کی باتوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی کمزور طبیعت شخص کو ملاقات کے بعد جب الگ ہوں تو شہوت کا احساس بیدار ہو؛ لیکن اولاً جب تک شہوت کا دعویٰ سامنے نہ آئے یہ شبہ قابل اعتناء نہیں ہے، دوسرے علیحدگی کے بعد پیدا ہونے والی شہوت حرمت مصاہرت میں مؤثر نہیں ہے۔

”فلو مس بغير شهوة ثم اشتهى عن ذلك المس لا تحرم عليه“ (۱)

☆ اور ایک اہم بات یہ ہے کہ تنہائی کی ملاقاتوں میں بھی اگر بوسہ پیشانی پر کپڑوں کے اوپر لیا جاتا ہے، یا کپڑوں سمیت (جو عموماً شادی بیاہ کے مواقع پر کافی موٹے ہوتے ہیں) معانقہ کیا جائے تو مصاہرت کی شرط پوری نہ ہونے کی بناء پر حرمت ثابت نہ ہوگی۔۔۔۔اسی طرح لڑکی اگر مرد کی شہوت کا دعویٰ کرے اور بوسہ لینے والا منکر ہو تو اس

(۱) مجمع الأنہر:۱/۴۸۱

صورت میں بھی بغیر شہوت لڑکی کی بات معتبر نہ ہوگی اور حرمت ثابت نہ ہوگی۔

☆ فقہاء میں اس بابت جو اختلاف رائے پایا جاتا ہے وہ منہ، رخسار اور ہونٹوں پر بوسہ لینے کے معاملہ میں ہے، جب کہ درمیان میں موٹا کپڑا حائل نہ ہو اور مجلس عام کی ملاقات نہ ہو، پیشانی میں باتفاق فقہاء حنفیہ عدم شہوت کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی۔

"وفي التقبيل اختلف فيه ، قيل لا يصدق لأنه لا يكون إلا عن شهوة غالباً، فلا يقبل إلا أن يظهر خلافه بالانتشار ونحوه.... الخ" (۱)

تنہائی میں ہونٹوں یا رخساروں پر بے پردہ بوسہ دینا یا بے پردہ شرمگاہ پر ہاتھ رکھنا یقیناً شہوانی عمل ہے اور ان میں شہوت ہی اصل ہے۔

"لو مس أو قبل وقال لم اشته صدق إلا إذا كان المس على الفرج والتقبيل في الفم... الخ" (۲)

لیکن فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر ان میں بھی شہوت میں شک واقع ہو جائے یا یہ کہ حالات وقرائن شہوت کی نفی کریں تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی، اس کی مثال دیتے ہوئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مثلاً جھگڑا کرتے ہوئے کوئی ساس اپنے

---

(۱) شامی:۱۱۵/۴

(۲) شامی:۱۱۲/۴

داماد کا عضو تناسل پکڑ لے اور کہے کہ میں نے یہ عمل شہوت سے نہیں کیا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

”والمعنى حرمت امرأته إذا لم يظهر عدم اشتهاء وهو صادق بظهور الشهوة، وبالشك فيها أما إذا ظهر عدم الشهوة فلا تحرم ولو كانت القبلة على الفم“ (۱)

”ولو أخذت امرأة ذكر ختنها في الخصومة وشدته وقالت كان عن غير شهوة صدقت“ (۲)

الغرض الوداعی یا استقبالیہ ملاقاتوں میں باپ جو اپنی لڑکی کے پیشانی کو چومتا ہے یا بیٹی باپ کے پیشانی پر چومتی ہے اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، الا یہ کہ کوئی واضح دلیل موجود ہو۔ (۳)

باپ اگر بیٹی کے چہرہ یا پیشانی پر بوسہ دے

اگر کوئی باپ اپنی مشتہاۃ بیٹی کے چہرہ یا پیشانی پر بوسہ دے اور یہ دعویٰ کرے کہ بوسہ دیتے وقت اسے شہوت نہ تھی تو اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، بشرطیکہ آثار

---

(۱) شامی: ۱۱۳/۴

(۲) المحیط البرهانی: ۶۶/۳، الفصل الثالث في بيان أسباب التحريم

(۳) دیکھیے: حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل: ۵۸

وقرائن اس کے خلاف نہ ہوں، اس لیے کہ باپ اور بیٹی کے رشتے میں اصل عدم شہوت ہے اور خاص مواقع پر بچوں کو لاڈ پیار کرنے یا دعائیں دینے کا یہ طریقہ معہود رہا ہے، جیسا کہ محدث ابن المنذر نیشاپوریؒ کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے:

"قال أبوبكر: وقد أجمع كل من حفظ عنه من أهل العلم على أن لا وضوء على الرجل إذا قبل أمه أو ابنته أو أخته إكراماً لهن وبراً عند قدوم من سفر" (۱)

اس لیے فقط بوسہ کا لفظ سن کر اس کو شہوت ہی پر محمول کرنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ شہوت کوئی ایسی چیز نہیں جو مخفی رہ سکے، فریقین یا دوسرے شخص پر بھی مختلف ذرائع سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے۔

"لأن الشهوة مما يوقف عليه بتحرك العضو ممن يتحرك عضوه أو بآثار أخرى ممن لا يتحرك عضوه" (۲)

علاوہ ازیں باپ بیٹے کے رشتہ کا تقدس اس بات کا متقاضی ہے کہ دلیل شہوت کے بغیر اس کو شہوت پر محمول نہ کیا جائے، اگر منہ پر بوسہ لینے میں اصل شہوت بھی ہو تو یہ

---

(۱) الأوسط لابن المنذر: ۱/۱۳۰، دار طيبة-الرياض، السعودية

(۲) شامی: ۴/۱۱۵

اجنبیوں کے حق میں ہے محارم بالخصوص باپ، بیٹی یا ماں بیٹوں کے درمیان نہیں، ان کے درمیان اصل عدم شہوت ہے، وہ بچپن سے چہرہ پر پیار سے بوسہ لیتے چلے آئے ہیں، اس عمل کو اسی کا اعادہ تصور کرنا چاہیے، الا یہ کہ ثبوت شہوت کی کوئی دلیل سامنے آجائے، فقہاء کی مختلف جزئیات اور تطبیقات کے پیش نظر یہی قول عدل محسوس ہوتا ہے۔

”وظاهره ترجيح الإطلاق في التقبيل لكن علمت التصريح بترجيح التفصيل، قوله (حرمت عليه امرأته) أي يفتي بالحرمة إذا سئل عنها ولا يصدق إذا ادعى عدم الشهوة إلا إذا ظهر عدمها.... الخ“ (۱)

چنانچہ حضور ﷺ اور آپ کی اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہؓ کا ایک دوسرے کا بوسہ لینا اور حضرت ابوبکرؓ کا اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہؓ کا بوسہ لینا ثابت ہے۔

”عن أمِّ المؤمنين عائشةَ قالت: ما رأيتُ أحداً كانَ أشْبَهَ كَلاماً وحَديثاً مِنْ فاطِمَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وكانَتْ إذا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا، وَقَامَ إلَيْهَا فَأخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وأجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهِ“ (۲)

---

(۱) شامی: ۴/۱۱۳

حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل: ۶۳

(۲) المستدرك على الصحيحين للحاكم، رقم الحديث: ۴۷۳۲/۴۷۵۳

ہاں البتہ یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ چہرہ کا اطلاق رخسار، تھوڑی، ہونٹ وغیرہ سب پر ہوتا ہے، اگر باپ اپنی بیٹی کے ہونٹوں پر بوسہ دے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی، اور باپ کی عدم شہوت کا دعویٰ غیر معتبر ہوگا، اور اگر چہرہ یا پیشانی پر بوسہ دیتا ہے تو اس میں عدم شہوت کا دعویٰ معتبر ہوگا، فقہائے کرام نے صراحت کے ساتھ اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے اور رخسار اور منہ کے درمیان فرق کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

"قال في الفيض: ولو قام إليها وعانقها منتشراً أو قبلها، وقال لم يكن عن شهوة لا يصدق، ولو قبل ولم تنتشر آلته وقال كان عن غير شهوة يصدق، وقيل لا يصدق لو قبلها على الفم، وبه يفتى" (۱)

بیٹی کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگادینا

اگر کوئی باپ اپنی مشتہاۃ بیٹی کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگادے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟ فقہاء کے یہاں یہ مسئلہ بھی صراحت کے ساتھ مذکور ہوا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ ثبوت حرمت کے لیے ضروری ہے کہ ہاتھ ایسے مقام پر لگائے جہاں کپڑا موجود نہ ہو، یا اتنا باریک ہو کہ جسم کی گرمی ہاتھ کو محسوس ہو، نیز ہاتھ لگاتے ہی شہوت پیدا ہوجائے، یا پہلے سے شہوت ہو تو اس میں اضافہ

---

(۱) شامی: ۳/۳۶، دار الفکر

ہو جائے۔۔۔۔اگر ایسا نہ ہو مثلاً موٹی چادر یا کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگایا یا ہاتھ لگاتے وقت شہوت پیدا نہ ہوئی، یا جو شہوت پہلے سے تھی اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، یا ہاتھ ہٹانے کے بعد شہوت پیدا ہوئی، یا اس میں اضافہ ہوا تو ان صورتوں میں حرمت پیدا نہ ہوگی۔

”سواء کان عمداً أو سهواً أو خطأً أو كرهاً، حتى لو أيقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده ابنته منها فقرصها بشهوة وهي ممن تشتهي لظن أنها أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة.... الخ“ (۱)

البتہ مولانا ضیاء الدین الہ آبادی نے لکھا ہے کہ:

”اگر ہاتھ لگنے کے بعد باپ کو شرمندگی ہوگئی، خواہ ہاتھ کا لگنا بلا حائل اور شہوت کے ساتھ ہی ہو تو درایت کا تقاضا یہ ہے کہ حرمت کا حکم نہ لگایا جائے، انزال پر قیاس کرتے ہوئے، کیوں کہ اس سے ”مس بالشھوۃ“ کا سبب وطی نہ ہونا ظاہر ہوگیا“۔ (۲)

---

(۱) مجمع الأنهر: ۱/۴۸۱

تفصیل کے لئے دیکھئے: حرمت مصاہرت اور چند حساس مسائل: ۴۵

(۲) چودھواں فقہی اجتماع: ۷۰

جوان بیٹے کے رخسار پر بوسہ دینا

اسی طرح اگر رخصت کرنے کے موقع پر ماں اپنے جوان بیٹے کے رخسار پر بوسہ لے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی، الا یہ کہ دلیل سے شہوت ظاہر ہو جائے۔

ماں کے لیے اس طرح اپنے بیٹے کو چومنا یا بوسہ لینا عام حالات میں شرعاً ناجائز نہیں ہے، بلکہ سلف سے اس کا رواج چلا آ رہا ہے، اس کو دعا اور پیار کی علامت تصور کیا جاتا ہے، جیسا کہ محدث ابن المنذر نیشاپوریؒ کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔

"قال أبو بكر: وقد أجمع كل من حفظ عنه من أهل العلم على أن لا وضوء على الرجل إذا قبل أمه أو ابنته أو أخته إكراماً لهن وبراً عند قدوم من سفر" (۱)

اس لیے اس عمل کو خواہ مخواہ شہوت پر محمول کر کے ناجائز بنانے کی کوشش کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ پیار ومحبت کے طریقے کو بدل لینا مناسب ہے، تاکہ شکوک وشبہات اور اندیشوں کو راہ نہ مل سکے۔ (۲)

---

(۱) الأوسط لابن المنذر:۱/۱۳۰، دار طيبة-الرياض، السعودية

(۲) حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل:۶۷، ۶۸

فحش مناظر دیکھتے ہوئے ماں یا بیٹی کو ہاتھ لگانا

آج شہوت کو ابھارنے والے وسائل بہت ہیں، اس پس منظر میں ایک سوال یہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی جوان بیٹا موبائل میں فحش چیزیں دیکھ رہا تھا، اور شہوت ابھری ہوئی تھی، اسی دوران وہ اپنی ماں یا بیٹی یا بہن وغیرہ کو بلا حائل ہاتھ لگا دے تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو گی یا نہیں؟

تو جاننا چاہیے کہ ابھی یہ بات گزر چکی کہ اگر ہاتھ لگانے کے بعد پچھلی شہوت میں اضافہ ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی، چاہے اس نے غلطی یا بھول سے ہی ہاتھ لگایا ہو، اور اگر پچھلی شہوت بدستور قائم رہی، اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تو حرمت ثابت نہیں ہو گی۔

”ويشترط وقوع الشهوة عليها لا على غيرها لما في الفيض، لو نظر إلى فرج بنته بلا شهوة فتمنى جاريه مثلها فوقعت له الشهوة على البنت تثبت الحرمة وإن وقعت على من تمناها فلا..... الخ“ (۱)

کسی خاتون کا فحش ویڈیو یا تصویر دیکھنے کا حکم

اگر کسی متعین عورت کی فحش ویڈیو اس طرح بنالی جائے کہ اس کے پوشیدہ

(۱) شامی: ۱۰۸/۴، زکریا

اعضاء بالکل واضح نظر آرہے ہوں تو اس ویڈیو کو دیکھنے سے مذکورہ عورت سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟

یہ مسئلہ بھی قدیم ہے، ہمارے فقہاء بہت پہلے اس کے جواب سے فارغ ہوچکے ہیں، عورت کا اندرونی فرج شہوت کے ساتھ دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، مگر اس کے ثبوت کے لیے شرط یہ ہے کہ بلا حائل بعینہ اصل شئی پر نگاہ ڈالی جائے یا درمیانی حائل اتنا شفاف ہو کہ اصل شئی پر نگاہ ڈالنے میں کوئی دقت نہ ہو، یعنی حقیقی منظر سامنے ہو، مگر اس کا عکس یا تصویر یا ویڈیو دیکھنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی، اس لیے کہ مصاہرت کی علت سبب مفضی الی الوطی ہے، عکس، تصویر یا ویڈیو دیکھنے سے اس مجلس کی حد تک یہ خطرہ نہیں ہے جب تک کہ اصل چیز سامنے موجود نہ ہو اور اختتام شہوت کے بعد کی روایت کا اعتبار نہیں۔

”والنظر من وراء الزجاج يوجب حرمة المصاهرة بخلاف المرآة، ولذا لو وقفت على الشرط فنظر إلى الماء فرأى فرجها لا يوجب الحرمة..... الخ“ [1]

---

(۱) تبیین الحقائق: ۲/ ۱۰۷

مفارقت ومتارکت کے احکام

ثبوتِ حرمت کے بعد مفارقت ومتارکت

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسبابِ حرمت مصاہرت پائے جانے سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کرسکتی جب تک کہ میاں بیوی کے درمیان تفریق قاضی نہ ہوجائے، یا شوہر کی طرف سے متارکت کے بعد عدت ختم نہ ہوجائے۔

"لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتارکة وانقضاء العدة" (۱)

اور جب شوہر کی طرف سے متارکت ہوجائے تو بغیر طلاق کے ہی نکاح ختم ہوجائے گا، اور جدائیگی ہوجائے گی اور بچوں کا نان ونفقہ اور بیوی کی عدت کا خرچ شوہر ہی پر لازم ہے۔

☆ اور متارکت کے معنی یہ ہیں کہ شوہر پہلے عورت کو چھوڑے رکھے، پھر اتنا کہدینا کافی ہے کہ میں اس عورت سے تعلق رکھنا نہیں چاہتا یا اس کے پاس جانا نہیں چاہتا۔

☆ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد میاں بیوی میں سے ہر ایک پر ضروری ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرائیں، اوران دونوں کے درمیان تفریق قاضی کرائے یا شوہر

---

(۱) شامی:۳/۴۰، دارالفکر، بیروت

خود ہی متارکت کرلے اور تفریق کا اعتبار بھی قاضی یا شوہر کے متارکت کے وقت سے ہوگا۔

”ولکل واحد منهما فسخه، ولو بغير محضر عن صاحبه... الخ“ (۱)

تفریق قاضی اور متارکت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر شوہر خود الگ کرنا چاہتا ہے تو یا تو طلاق دیدے، یا پہلے جدائیگی اختیار کر کے یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا۔

اور اگر شوہر الگ کرنا نہیں چاہ رہا ہے تو عورت قاضی کے پاس مقدمہ دائر کرے، پھر قاضی اولاً شوہر سے بیان لے گا جس میں شوہر تصدیق کرے گا عورت کی پھر قاضی زوجین میں تفریق کردے گا۔

اور اگر شوہر تصدیق نہیں کرتا ہے بلکہ انکار کرتا ہے تو عورت سے گواہ طلب کی جائے گی، اگر عورت گواہ پیش کردے تو قاضی زوجین میں تفریق کرے گا؛ لیکن اگر عورت گواہ پیش نہ کر سکے یا گواہ میں شرائط نہ ہوں تو شوہر سے حلف لیا جائے گا، شوہر حلف سے انکار کردے تو تفریق کردی جائے گی؛ لیکن اگر شوہر حلف کھالے تو قاضی مقدمہ خارج کردے گا، اس صورت میں عورت خلع لے کر جدائیگی اختیار کرلے۔

---

(۱) شامی: ۱۳۲/۳، دار الفکر، بیروت

اس حوالہ سے مفتی سعید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ

”جب شوہر بے دینی اختیار کرے اور عورت کو الگ نہ کرے (متارکت سے انکار کرے) تو عورت کو قاضی کے پاس نالش کر کے تفریق کا حکم حاصل کرنا چاہیے اور جس علاقہ میں قاضی نہ ہو وہاں اگر کوئی مسلمان حاکم، حکومتِ وقت کی جانب سے ایسے معاملات میں تفریق کا اختیار رکھتا ہو تو اس کے پاس مقدمہ پیش کرے، ورنہ مسلک مالکیہ کے مطابق جماعت مسلمین سے رجوع کیا جائے۔ (جماعت مسلمین کا مفصل بیان حضرت تھانویؒ کے حیلۂ ناجزہ میں ہے) البتہ جماعت مسلمین سے فیصلہ کرانا بدرجۂ مجبوری ہے، یعنی جب قاضی نہ ہو اور قاضی کی تعین تراضی مسلمین سے بھی ہو سکتی ہے“۔ (۱)

مسئلہ کی آسانی کے لیے اگلے صفحہ پر ایک نقشہ پیش کیا جا رہا ہے:

---

(۱) حرمت مصاہرت: ۷۰

حرمت کا ثبوت ہو جانے کے بعد
شوہر خود الگ کرنا چاہتا ہے
طلاق دیدے
یا پہلے جدائیگی اختیار کر کے یہ کہدے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا
شوہر الگ کرنا نہیں چاہ رہا ہے
تو عورت قاضی کے پاس مقدمہ دائر کرے گی
پھر قاضی اولاً شوہر سے بیان لے گا
جس میں شوہر تصدیق کرے گا عورت کے بیان کی
تو قاضی زوجین میں تفریق کردے گا
شوہر تصدیق کرنے سے انکار کردے
تو عورت سے گواہ طلب کی جائے گی
عورت گواہ پیش کردے گی
تو قاضی زوجین میں تفریق کردے گا
عورت گواہ پیش نہ کر سکے یا گواہ میں
شرائط نہ ہوں
تو شوہر سے حلف لیا جائے گا
شوہر قسم کھائے گا تو قاضی مقدمہ خارج کردے گا۔
اب ایسی صورت میں عورت خلع لیکر جدائیگی اختیار کرسکتی ہے۔
حلف (قسم) سے انکار کرے گا تو قاضی
زوجین میں تفریق کردے گا۔

مفارقت کے بعض احکام

☆ یہ تفریق فسخ نکاح ہوگی طلاق نہیں، نیز یہ تفریق ''علی التأبید'' اور ہمیشہ ہمیش کے لیے ہوگی۔

"وهذه الثلاثة محرمة على التأبيد" (۱)

☆ اگر کوئی عورت ''مدخول بھا'' ہے تو عدت واجب ہوگی اور یہ عدت متارکت یا قضاء قاضی کے وقت سے شروع ہوگی۔

"وتجب العدة من وقت التفريق، أو متاركة الزوج" (۲)

☆ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد متارکت یا قضاء قاضی سے پہلے اگر مجامعت ہوئی ہے تو یہ ''وطی بالشبہ'' کے درجہ میں ہوگی، اس کی وجہ سے حد زنا لازم نہ ہوگی اور اس مجامعت کی وجہ سے ازسرنو مہر مثل لازم ہوجائے گا۔

"الوطء الكائن في هذه الحرمة قبل التفريق، والمتاركة لا يكون زنا، وعليه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة، ولا حد عليه، ويثبت النسب" (۳)

---

(۱) شامی: ۲۵۶/۹، موقع الاسلام

(۲) شامی: ۱۴۶/۳، دارالفکر

(۳) شامی: ۳۷/۳، دارالفکر، بیروت

☆ حرمت مصاہرت کا سبب اگر شوہر بنا ہے یا میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی بنا ہے یا وہ خود بنی ہے، مگر بیوی کی طرف سے معصیت نہیں تھی تو ان تمام صورتوں میں متارکت کے بعد دوران عدت نفقہ اور سکنی دونوں ملے گا، اور اگر بیوی ہی حرمت مصاہرت کا سبب بنی ہے اور اس کی طرف سے معصیت کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوا ہے تو بیوی کی عدت کے دوران صرف سکنی ملے گا، نفقہ نہیں ملے گا، اور متارکت یا قضاء قاضی سے پہلے نفقہ اور سکنی دونوں ہر حالت میں ملیں گے؛ اس لیے کہ متارکت میں تاخیر شوہر کی وجہ سے ہے۔

"وكذلك الفرقة بغير طلاق إذا كانت من قبله، فلها النفقة والسكنى سواء.... الخ" (۱)

☆ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، اور رہن سہن کے معاملہ میں ایک دوسرے کے لیے مکمل اجنبی بن گئے، جیسے اجنبی مردوں سے مکمل پردہ ہے اسی طرح اس شوہر سے مکمل پردہ کرنا عورت پر لازم ہے اور مرد پر بھی لازم ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرح اس سے دور رہے۔

"ومنكوحة الغير والمحرمة برضاع أو مصاهرة، وحكمها كالأجنبية" (۲)

---

(۱) بدائع الصنائع: ۱۲/۶، علامہ کاسانیؒ، دار الکتاب العربی

(۲) شامی: ۲۸۳/۵، دار الفکر، بیروت

احتیاطی تدابیر

مندرجہ ذیل کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے:

(۱) بیٹی کو بالخصوص مشتہاۃ لڑکی کو اپنے ہاتھ پر سلانا۔

(۲) اپنے خسر کی جسمانی (بدنی) خدمت کرنا اور یہ اکثر علالت کے زمانہ میں ہوتا ہے۔

(۳) داماد کا اپنی خوش دامن کی خدمت کرنا، مثلاً بیمار ساس کو گود میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھانا یا دواخانہ لے جانا وغیرہ۔

(۴) بہو یا داماد کے ساتھ بے تکلفی اختیار کرنا۔

جیسا کہ حکیم الامت علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ پردہ کے واجب ہونے کی علت فتنہ ہے، اس لیے جوان ساس جوان سسر سے بھی اگرچہ وہ محرم ہیں مگر بے تکلفی و تنہائی اور بے محابا اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیے۔

(۵) بے جا معانقہ کرنا۔

(۶) داماد ساس کا یا خسر بہو کا تنہائی اختیار کرنا۔

(۷) جب ماں کا انتقال ہو جائے تو والد محترم کا (بالخصوص جب وہ صحت مند بھی ہو اور تقاضۂ نکاح رکھ رہے ہوں) دوسرا نکاح کرنے میں کسی سماجی دباؤ، یا روایتی بے جا شرم و حیا کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔

(۸) بیوی اور بیٹی، ساس اور بیوی، ماں اور بیوی کو ایک قسم کے ایک رنگ کے

کپڑے نہیں پہنانا چاہیے۔

(۹) سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد بیٹے بیٹیوں کے بستر اپنے سے علیحدہ کریں۔

(۱۰) شوہر کا حصول روزگار کے لیے بیرون ملک (سعودیہ، امریکہ) میں لمبی مدت تک قیام کرنا، گھروں میں شرعی پردہ کا نہ ہونا بھی اکثر وبیشتر حرمتِ مصاہرت کے ثابت ہونے کا سبب بن رہا ہے۔

(۱۱) جب اپنے ناخلف لڑکوں یا بے حیا باپ کی طرف سے کسی فاسد نیت یا شرارت کا اندیشہ ہو تو اپنی بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھیں۔

(۱۲) بڑھتی عمر میں اپنی خواتین کو ان مسائل میں باشعور بنانا اولین اور اہم حل ہے، قبل از حادثہ احتیاطی تدبیر ہے۔

(۱۳) ماں اپنے بالغ لڑکوں کے بیڈ روم میں داخل ہونے یا انہیں اٹھانے، جگانے میں کسی اور بیٹے یا والد کا استعمال کریں تو بہتر ہے۔

(۱۴) جن گاؤں میں بیت الخلاء اور حمام کچھ نہ کچھ کھلے رہتے ہیں، بڑے شہروں میں جہاں مکان بہت تنگ بنائے جاتے ہیں اس طرف دھیان رکھنا نہ بھولیں۔

(۱۵) بیوی شوہر جنسی تعلق، مباشرت کا عمل کرتے وقت دروازے بند کر دیں ،تا کہ کسی افرادخانہ کے داخل ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

(۱۶) بستر پر بیوی کے ہی ہونے کا اطمینان کر لینا چاہیے۔

(۱۷) ساڑی، بلاؤز یا مغربی لباس، نیم برہنہ لباس سے خواتین کو بچانا چاہیے۔

(۱۸) والدہ کی جسمانی خدمت بالخصوص پیر اور کمر کی تیل مالش وغیرہ میں

حد درجہ احتیاط، والدہ کو بھی چاہیے کہ نرینہ بالغ اولاد سے جسمانی خدمت لینے سے احتراز کریں۔

(۱۹) بہو کو گاڑی پر بٹھا کر لے جانا جو کہ بے ہودہ تہذیب کا عمل ہے۔

(۲۰) بہو بیٹی کے کمرہ میں تنہائی کے وقت چلے جانا۔

خلاصۂ بحث اور اہم مسائل

☆ بوڑھی عورتیں جن پر شہوت کے ایام گزر چکے ہیں وہ بھی مشتہاۃ کے حکم میں ہیں۔

”ویشترط کونها مشتهاة حالاً أو ماضياً فتثبت بمس العجوز بشهوة... الخ“ (۱)

☆ اگر کسی لڑکے کے ساتھ کوئی مرد بدفعلی کرے یا شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس لیے کہ مرد محل حرث نہیں ہے۔

”أما لو لاط بغلام لا يوجب ذلك حرمة عند عامة العلماء“ (۲)

☆ البتہ امام احمدؒ واوزاعیؒ کے نزدیک لواطت سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی

---

(۱) مجمع الانہر: ۴۸۱/۱

(۲) البحر الرائق: ۱۰۶/۳

ہے، لہٰذا اگر کسی لڑکے سے لواطت کی گئی تو اس لڑکے کی ماں بیٹی اس لواطت کرنے والے پر حرام ہو جاتے ہیں۔

”إلا عند أحمد والأوزاعي، فإن تحريم المصاهرة عندهما يتعلق باللواطة، حتى تحرم عليه أم الغلام وبنته“ (۱)

☆ مرد و عورت کے درمیان جسم کے کسی بھی حصہ سے مس پایا جائے وہ ہاتھ سے چھونے کے حکم میں ہے۔

”والمس شامل للتفخيذ والتقبيل والمعانقة“ (۲)

☆ جو لڑکی بالغ نہ ہو؛ لیکن اپنے جسمانی ساخت اور ڈیل ڈول کی وجہ سے مردوں کے لیے قابل کشش ہو وہ بھی بالغ کے حکم میں ہے، جس کی عمر کا اندازہ نو ۹/ سال لگایا گیا ہو۔

”لا فرق بين أن تكون سمينة أو لا ولذا قال في المعراج بنت خمس لا تكون مشتهاة اتفاقاً وبنت تسع فصاعداً مشتهاة اتفاقاً...الخ“ (۳)

---

(۱) البحر الرائق: ۱۰۶/۳

(۲) مجمع الأنهر: ۴۸۱/۱

(۳) البحر الرائق: ۱۰۶/۳، دار الكتاب الإسلامي

☆ جو بچہ بالغ نہ ہو؛ لیکن مراہق ہے، جو عورتوں سے شرماتا ہو، جماع کو سمجھتا ہو، عورتیں اس کی طرف میلان رکھتی ہوں وہ بھی مرد کے حکم میں ہے جس کی عمر کا اندازہ بارہ ۱۲/ سال لگایا گیا ہے۔

”فتحصل من هذا أنه لا بد في كل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثى تسع وللذكر اثنا عشر... الخ“ (۱)

☆ مرد کے لیے شہوت کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے سے آلۂ تناسل میں حرکت نہ ہو تو اس وقت پیدا ہو جائے اور اگر پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے۔

”وحد الشهوة أن تنتشر آلته بالنظر والمس، وإن كانت منتشرة فتزداد شدة“ (۲)

☆ بوڑھوں یا عورتوں کے لیے شہوت کا مطلب یہ ہے کہ دل میں دھڑکن وہیجان پیدا ہو جائے اور را گر پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے۔

”وأما في حق النساء فالاشتهاء بالقلب من أحد الجانبين“ (۳)

---

(۱) شامی: ۳/۳۵

(۲) الاختيار لتعليل المختار، فصل نكاح المتعة والنكاح المؤقت: ۳/۸۹

(۳) مجمع الأنهر: ۱/۴۸۲

وفائدة الاختلاف تظهر في الشيخ والعنين والذي ماتت شهوته... الخ" [۱]

☆عورت کے بے پردہ دبر پر نگاہ ڈالنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس لیے کہ دبر محل حرث نہیں ہے، لہذا سبب ولدیت بھی نہیں ہے۔

"وكذا لو وطئ دبر المرأة لا تثبت به الحرمة؛ لأنه ليس بمحل الحرث فلا يفضي إلى الولد" [۲]

☆غلطی یا بھول سے بھی ہاتھ لگانا باعث حرمت ہے۔

"سواء كان عمداً أو سهواً أو خطأ أو كرهاً" [۳]

☆شہوت کے ساتھ بیوی سمجھ کر بیٹی کو ہاتھ لگا دینے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

"لو أيقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده ابنته منها فقرصها بشهوة وهي ممن تشتهي لظن أنها أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة" [۴]

---

(۱) مجمع الأنهر:۱/۳۲۷،باب المحرمات

(۲) تبيين الحقائق:۲/۱۰۷،فصل في المحرمات

(۳) مجمع الأنهر:۱/۴۸۱

(۴) مجمع الأنهر:۱/۴۸۱

☆شہوت کے ساتھ شوہر سمجھ کر بیٹے کو ہاتھ لگا دینے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

”وذلك أن تصورها من جانبها بأن أيقظته هي كذلك فقرصت ابنه من غيرها“ (۱)

☆عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر وطی کی جس سے ایک دوسرے کے بدن کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

”فلو جامعها بخرقة على ذكره لا تثبت الحرمة كما في الخلاصة“ (۲)

☆ تنہائی میں ہونٹوں یا رخساروں پر بے پردہ بوسہ دینا یا بے پردہ شرمگاہ پر ہاتھ رکھنا یقیناً شہوانی عمل ہے، اور ان میں شہوت ہی اصل ہے۔

”إلا إذا كان المس على الفرج والتقبيل في الفم“ (۳)

☆ جھگڑا کرتے ہوئے کوئی ساس اپنے داماد کا عضو تناسل پکڑ لے، اور کہے کہ میں نے یہ عمل شہوت سے نہیں کیا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

---

(۱) مجمع الأنهر: ۴۸۱/۱

(۲) البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۰۶/۳

(۳) شامی: ۳۶/۳، فصل في المحرمات

"ولو أخذت امرأة ذكر ختنها في الخصومة وشدته
وقالت: كان عن غير شهوة صدقت" (۱)

☆ حرمتِ مصاہرت کے ثبوت سے نکاح فاسد ہوتا ہے ٹوٹتا نہیں ہے، یعنی عورت حرام ہو جاتی ہے، نکاح سے نکلتی نہیں ہے، اگر حرام شدہ عورت دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی جب تک کہ نکاح کو شوہر خود نہ توڑ دے یا پھر قاضی دونوں کے درمیان تفریق کر دے۔

"إلا بعد المتاركة أي وإن مضى سنون كما في البزازية
وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة،
وقد علمت أن النكاح لا يرتفع بل يفسد..... الخ" (۲)

☆ ثبوتِ حرمت کے لیے شہوت کے ساتھ دیر تک چھونا ضروری نہیں ہے، بلکہ چند لمحے کا عمل بھی کافی ہے۔

"والدوام على المس ليس بشرط لثبوت الحرمة" (۳)

---

(۱) المحيط البرهاني، الفصل الثالث في بيان أسباب التحريم: ۲۶/۳

(۲) شامی: ۳۷/۳، فصل في المحرمات

(۳) المحيط البرهاني، فصل الثالث عشر في بيان أسباب التحريم: ۱۷۳/۳

☆عورت کے وہ بال جو جسم سے لگے ہوئے ہوں وہ بھی جسم ہی کا حصہ ہیں، ان پر بوسہ لینا جسم پر بوسہ لینے کے حکم میں ہے۔

”ولو مس شعر امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وبنتها، الأم حرمة مؤبدة“ (۱)

☆جسم سے علیحدہ سر کے لٹکے ہوئے بال چھونے یا بوسہ لینے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

”فما على الرأس كالبدن بخلاف المسترسل“ (۲)

☆زنا اور حرام لمس ونظر سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ زانی زانیہ تک محدود رہتی ہے، ان کے اطراف یعنی ان کے اصول اور ان کی اولاد میں حرمت پیدا نہیں ہوتی، مثلاً زید اور فاطمہ میں ناجائز تعلق رہا تو زید پر فاطمہ کے اصول وفروع اور فاطمہ پر زید کے اصول وفروع حرام ہوں گے، مگر زید کی وہ مذکر ومؤنث اولاد جو کسی اور عورت سے ہے، یا فاطمہ کی وہ مذکر ومؤنث اولاد جو کسی اور مرد سے ہے ان میں حرمت ثابت نہ ہوگی، اسی طرح زید کے فاطمہ کے اصول میں ہے۔

---

(۱) مجمع الأنهر، باب المحرمات: ۳۲۶/۱

(۲) البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۰۷/۳

"يحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها"[۱]

☆ حیض، نفاس، احرام، روزہ ثبوتِ حرمت کے لیے مانع نہیں ہیں، اس لیے حائضہ، نفاس والی عورت، صائمہ اور محرمہ کے ساتھ وطی کرنے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

☆ اگر ثبوت شرعی نہ ہو سکے: لیکن شوہر کو علم ہو تو دیانۃً حرمت ثابت ہو جائے گی، لہٰذا اگر خاوند کو غالب گمان ہو کہ ایسا واقعہ ضرور ہوا ہے جس سے حرمت مصاہرت متحقق ہو جاتی ہے تو اس کو انکار کرنا حرام ہے۔

☆ اگر کسی عورت سے تنہائی اختیار کی جائے (مثلاً بند کمرہ میں) لیکن لمس ونظر وغیرہ کچھ نہ ہوئے ہوں تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

"لو أفضاها لم يحرم عليه أمها لعدم تيقن كونه من الفرج إلا إذا حبلت"[۲]

☆ کسی شخص نے غیر مشتہاۃ صغیرہ سے نکاح کیا، پھر وطی، پھر طلاق دے دیا، اس نے عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کیا تو اب اس شخص کے لیے جائز ہے کہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے، کیوں کہ ان دونوں کے درمیان حرمتِ مصاہرت ثابت ہی نہیں

---

(۱) البحر الرائق:۱۰۸/۳، فصل في المحرمات

(۲) مجمع الأنهر:۴۸۰/۱

ہوئی کہ اشتہاء نہ ہونے کی وجہ ہے۔

”ولو تزوج صغيرة لا تشتهي فدخل بها فطلقها، وأنقضت عدتها، وتزوجت بآخر جاز للأول التزوج بنتها لعدم الاشتهاء“ (۱)

☆کسی شخص نے اپنی ساس کو بوسہ لیا یا کترایا گلے ملا تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے جب تک کہ عدم شہوت کا یقین نہ ہو جائے، کیوں کہ ان چیزوں میں شہوت ہی اصل ہے۔

”قبل أم امرأته حرمت امرأته مالم يظهر عدم الشهوة .... والمعانقة كالتقبيل وكذا العض بشهوة“ (۲)

☆اقرار سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، چاہے اقرار مذاق ہی میں کیوں نہ ہو، چناں چہ کسی نے کہا کہ میں نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اب حرمت ثابت ہو جاتی ہے، اب اگر وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تب بھی اس کی بات نہ مانی جائے گی۔

”واعلم أن حرمة المصاهرة تثبت بالإقرار، وإن كان بطريق الهزل، وفي الخلاصة قيل: لرجل ما فعلت بأم

---

(۱) مجمع الأنہر:۱/۴۸۰، ۴۸۱

(۲) مجمع الأنہر:۱/۴۸۲

امرأتك فقال: جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب وإن كان هازلاً" [1]

☆کسی غیر مراہق لڑکے نے اپنے باپ کی بیوی سے صحبت کرلی تو حرمت ثابت نہ ہوگی، اشتہاء نہ ہونے کی وجہ سے۔

"فلو جامع غير مراهق زوجة أبيه لم تحرم" [2]

☆مراہق، مجنون اور نشہ آور شخص سے یہ افعال صادر ہوجائیں تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔

"ومراهق ومجنون وسكران كبالغ" [3]

☆لمس ونظر کی شہوت میں فرق یہ ہے کہ نظر میں فقط ناظر کی شہوت معتبر ہوگی، حرمت کے لیے جس عورت کے فرج داخل کو دیکھا جارہا ہے اس میں شہوت ہو یا نہ ہو البتہ لمس (چھونے) میں ایک کی شہوت کافی ہے، دونوں کی ضروری نہیں، یہ بھی ضروری نہیں کہ "لامس" کی ہی شہوت ہو، بلکہ "ملموس" کی شہوت بھی معتبر ہوگی۔

"وتكفي الشهوة من إحداهما هذا إنما يظهر في المس،

---

(۱) مجمع الأنهر:۱/ ۴۸۳

(۲) رد المحتار:۴/ ۱۱۱

(۳) رد المحتار:۴/ ۱۱۳

أما في النظر فتعتبر الشهوة من الناظر، سواء وجدت من الآخر أم لا" (۱)

☆ مردہ عورت سے صحبت کی جائے یا لمس ونظر ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

"فلا تثبت الحرمة بها أي بوطئها أو لمسها أو النظر إلى فرجها، سواء كان بشهوة أو لا، وسواء أنزل أو لا" (۲)

☆ ربیبہ (بیوی کی بیٹی) سے حرمت کا ثبوت حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک جس طرح بیوی سے وطی کے بعد ہوتا ہے اسی طرح دواعیٔ وطی سے بھی ہو جاتا ہے، جب کہ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک وطی شرط ہے، صرف دواعی وطی سے حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا۔

☆ اگر کسی عورت سے نکاح کیا تھا؛ لیکن ابھی رخصتی اور تنہائی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا انتقال ہو گیا یا اسے طلاق دیدی، تو اس عورت کی سابقہ شوہر سے پیدا شدہ بیٹی سے اس شخص کا نکاح درست ہے۔

"واحترز بالموطوءة عن غيرها، فلا تحرم بنتها بمجرد العقد" (۳)

---

(۱) رد المحتار: ۱۱۳/۴

(۲) رد المحتار: ۱۱۰/۴

(۳) رد المحتار: ۱۰۴/۴

☆شوہر کی ربیبہ کا اس کی پہلی بیوی کے لڑکے سے نکاح جائز ہے، یعنی اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کی مثلاً پہلے شوہر سے ایک لڑکی تھی، جب کہ اس شخص کا پہلی بیوی سے ایک لڑکا تھا تو اس لڑکے کا نکاح مذکورہ عورت کی مذکورہ لڑکی سے حلال ہے، کیوں کہ ان کے درمیان آپس میں کوئی حرمت نہیں پائی جا رہی ہے۔

"وأما بنت زوجة أبيه أو ابنه فحلال" (۱)

"لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها وأمها" (۲)

☆سمدھن سے نکاح درست ہے، یعنی اگر سمدھن (بیٹے یا بیٹی کی ساس) تنہا ہو، یعنی اس کا شوہر انتقال کر چکا ہو، یا اسے طلاق ہو گئی ہو، تو اسے سمدھی (بیٹی یا بیٹے کے سسر) کے لیے اس سے نکاح شرعاً حلال ہے۔

"ولا تحرم .... ولا أم زوجة ابنه" (۳)

☆نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو بھی بیوی حرام ہو جائے گی، جب کہ بیٹی مشتہاۃ ہو۔

---

(۱) رد المحتار:۱۰۵/۴

(۲) الفتاوی الهندية:۲۷۷/۱، دار الفکر

(۳) رد المحتار:۱۰۵/۴

”قبال السكران بنته تحرم الأم ، وفي الشامي عن القنية:
قبال المجنون أم المجنون أم امرأته بشهوة أو السكران
بنته تحرم امرأته“ (۱)

☆ لے پالک بیٹے کی بیوی اسے گود لینے والے شخص پر حرام نہیں ہے، یعنی لے پالک بیٹا اگر کسی عورت سے نکاح کر کے طلاق دیدے یا لے پالک کا انتقال ہو جائے تو عدت کے بعد اس کی بیوی کا نکاح لے پالک کو گود لینے والے شخص سے درست ہے۔

﴿وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم﴾ (۲)

”وذكر الأصلاب لا خراج ابن المتبنى ، فإن حليلته لا
تحرم“ (۳)

☆ صغیرہ چھوٹی بچی جو جماع کے قابل نہ ہو اس سے جماع کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

”وصغيرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً“
(۴)

---

(۱) رد المحتار:۴/۱۱۴

(۲) النساء:۲۲

(۳) مجمع الأنهر:۱/۴۷۷،دار الكتب العلمية

(۴) رد المحتار:۴/۱۱۰

☆ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے لمس یا کم از کم نظر (بشرائط) ضروری ہے، محض دل میں بری نیت اور زنا کی خواہش کرنے سے عورت سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ (۱)

☆ مفضاۃ عورت سے وطی موجب حرمت نہیں، یعنی ایسی عورت جس کے دونوں راستے ایک ہوگئے ہوں، اس کے ساتھ وطی کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی؛ ہاں البتہ جماع کے بعد حمل ٹھہرنے سے یہ متعین ہوجائے کہ وطی فرج ہی میں ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔

"وكما لا تثبت الحرمة لو أفضاها لعدم تيقن كونه في الفرج مالم تحبل منه" (۲)

☆ ساس کی سوکن سے نکاح کرنا جائز ہے، کیوں کہ ساس کی سوکن بیوی کے نہ تو فروعات میں سے ہے اور نہ اصول میں سے ہے، بلکہ ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ میں داخل ہے۔ (۳)

☆ کسی عورت نے اپنے خالو سے زنا کیا تو اب دونوں کے نکاح پر کوئی اثر

---

(۱) کتاب المسائل: ۱۷۳/۴

(۲) رد المحتار: ۱۱۰/۴

(۳) فتاوی دار العلوم زکریا: ۵۹۵/۳

مرتب نہیں ہوگا، اس لیے کہ حرمتِ مصاہرت کا تعلق صرف اصول وفروع تک محدود ہے۔

"أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع.... الخ" (۱)

☆ چچی کو شہوت سے چھونے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، لہذا اس کی بیٹی سے اب یہ شخص نکاح نہیں کرسکتا۔

"وحرم أيضاً بالصهرية... وأصل ممسوسته بشهوة الخ" (۲)

☆ بیوی سے صحبت کرتے ہوئے سات ۷/ سالہ بچی کو ہاتھ لگنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

"ويشترط أن تكون المرأة مشتهاة" (۳)

☆ اپنی خالہ یا پھوپھی، چچی یا مامی کو شہوت سے چھولیا تو ان کی لڑکیاں اس پر حرام ہوجائیں گی۔

"وحرم أيضاً بالصهرية ... وأصل ممسوسته بشهوة ." (۴)

---

(۱) البحر الرائق:۱۰۸/۳، دار الفکر

(۲) رد المحتار:۱۰۷/۴

(۳) الفتاوی الهندية:۲۷۵/۱، دار الفکر

(۴) رد المحتار:۱۰۷/۴

☆اگر بہو خسر پر زنا بالجبر یا مطلق زنا کا دعویٰ کرے، یا الزام لگائے تو جب تک شرعی گواہ پیش نہ کرے یا شوہر تصدیق نہ کرے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

”وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها.... الخ“ (۱)

(۱) رد المحتار:۱۰۸/۴

فہرست مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف	نام مکتبہ
		عربی کتب	
۱	شرح فتح القدير	كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي	دار الفكر
۲	رد المحتار	العلامة ابن عابدين الشامي	زکریا بکڈپو، دار الفكر، بيروت، موقع الإسلام
۳	مجمع الأنهر	عبد الرحمن بن محمد بن سليمان	مکتبہ فقیہ الامت، دیوبند، دار الكتب الاسلامي، دار الكتب العلمية

۴	تبيين الحقائق	العلامة الزيعي المتوفى:٧٤٣ھ	القاهرة
۵	بداية المجتهد	ابن رشد الحفيد	دار الحديث القاهرة
۶	البحر الرائق	العلامة ابن نجيمؒ	دار الكتب الاسلامي
۷	الفقه الإسلامي وأدلته	العلامة الزيعيؒ	دار الفكر، دمشق
۸	الموسوعة الفقهية الكويتية	وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت	
۹	العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية	العلامة ابن عابدين الشامي	دار المعرفة
۱۰	بدائع الصنائع	العلامة الكاسانيؒ	دار الكتاب العربي
۱۱	الفتاوى الهندية		دار الفكر

۱۲	الاختيار لتعيل المختار	أبو الفضل الحنفى ،المتوفى: ۶۸۳ھ	دار الكتب العمية، بيروت
۱۳	إعلاء السنن	العلامة ظفر أحمد العثماني	مکتبہ اشرفیہ
۱۴	المحيط البرهاني	العلامة برهان الدين الحنفى ،المتوفى: ۶۱۶ھ	دار الكتب العمية، بيروت، لبنان
۱۵	المبسوط لسرخسي	شمس الائمة السرخسي ، المتوفى: ۴۸۳ھ	دار الفكر، بيروت
۱۶	المغني لابن قدامة	العلامة ابن قدامة المقدسى ،المتوفى: ۶۲۰ھ	دار الفكر
۱۷	مصنف بن عبد الرزاق	أبو بكر عبد الرزاق بن الهمام،المتوفى :۲۱۱ھ	المحسس العمي الهند
۱۸	فتح الباري	أبو الفضل العسقلاني الشافعي	دار المعرفة، بيروت

۱۹	مصنف ابن أبي شيبة	أبوبكر بن أبي شيبه،المتوفى:۲۳۵ھ	مكتبة الرشد، رياض
۲۰	المدونة الكبرىٰ	مالك بن أنس المدني، المتوفى:۱۷۹ھ	دار الكتب العلمية، بيروت
۲۱	معرفة السنن والآثار	أبوبكر البيهقي،المتوفى: ۴۵۸ھ	دار الوفا القاهرة
۲۲	المختصر الصحيح للإمام البخاري	أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين،المتوفى:۱۴۲۰ھ	مكتبة المعارف رياض
۲۳	مجموعة الفتاوى	تقي الدين أحمد عبد الحليم بن تيمية الحراني أبو عباس، المتوفى : ۷۲۸ھ	مكتبة ابن تيمية
	اردو کتب		
۲۴	رحمۃ اللہ الواسعۃ	مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری	مکتبہ حجاز، دیوبند
۲۵	کتاب المسائل	مفتی سلمان منصور پوری صاحب	کتب خانہ نعیمیہ

۲۶	کتاب النوازل	مفتی سلمان منصور پوری صاحب	فیصل بکڈپو
۲۷	فتاوی دار العلوم زکریا	حضرت مفتی رضاء الحق صاحب	مکتبہ اشرفیہ، دیوبند
۲۸	حرمت مصاہرت	مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری	مکتبہ حجاز، دیوبند
۲۹	نفائس الفقہ	مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی	فیصل بکڈپو
۳۰	حرمت مصاہرت علمی تنقیح اور چند حساس مسائل	مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی	جامعہ ربانی، سمستی پور، بہار
۳۱	علمی وتحقیقی رسائل	مفتی محمد رضوان صاحب	ادارہ غفران راولپنڈی
۳۲	چودہواں فقہی اجتماع	جمیعت علماء ہند	ادارۃ المباحث الفقھیۃ
۳۳	کتاب الفسخ والتفریق	مولانا عبد الصمد رحمانی	مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

ادارہ دارالدعوۃ والارشاد (حیدرآباد) کی علمی وعصری تحقیقات

زیرِ طباعت وزیرِ ترتیب

- سیرت نبوی کے دو باب : میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- مسنون طلاق، عصری شبہات اور سماجی مسائل کی روشنی میں
- فسادات : اسباب وسدِّ باب
- رئیل اسٹیٹ، احکام ومسائل
- واقعہ معراج، اسرار واحکام
- سود احکام ومسائل
- منظم اسلامی اسکول